جلد ۱۱ فتح ۱۳۴۹ ہش شمارہ ۱۲

دسمبر ۱۹۷۰ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت چھ روپے
دیگر ممالک تیرہ شلنگ

فی پرچہ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

فتح ۱۳۴۹ ھش

(شوال ۱۳۹۰ ہجری - دسمبر ۱۹۷۰ء)

ایڈیٹر
مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ چھ روپے ۶، فی پرچہ ساٹھ پیسے

فہرست مضامین

پبلشر :- چوہدری محمد ابراہیم

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۱ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۲

فتح ۱۳۴۹ھش

جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیت اور اس کی عظیم الشان برکات

اللہ تعالیٰ کی بے شمار برکتوں اور رحمتوں سے مالا مال ہونے کا انمول موقع

ہمارے نہایت درجہ مقدس و بابرکت للّٰہی جلسۂ سالانہ کے مبارک ایام اب بالکل قریب آ گئے ہیں یعنی وہ زماں اور وہ روز گار پھر آ پہنچا ہے کہ جب ہمیں آسمانی برکتوں اور سعادتوں سے اپنی جھولیاں بھرنے، رضائے الٰہی کے حصول کے سلسلہ میں اپنی دلی مُرادیں پانے اور اپنے دلوں کو روحانی کیف و سرور سے ہمکنار کرنے کے بے حساب مواقع میسّر ہوں گے۔ ایک دفعہ پھر شمعِ ہدایت کے ہزاروں ہزار پروانے مرکزِ سلسلہ میں جمع ہو کر جلسہ کے بابرکت ایّام کو محض للّٰہ ربّانی باتوں کے سننے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنے میں بسر کریں گے اور اس لئے بسر کریں گے تا اِن مقدس و مبارک اشغال کے نتیجہ میں ان سے ضُعف، او رکسل دُور ہو اور پہلے سے بھی بڑھ کر یقین کامل پیدا ہو کر ذوق و شوق اور ولولۂ عشق کی کیفیت ترقی کرے اور کرتی ہی چلی جائے۔

اس للّٰہی جلسہ میں احباب جماعت کی بکثرت شمولیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں اتنی تڑپ تھی اور اس بارہ میں حضورؑ کے اندر اتنا جوش پایا جاتا تھا کہ حضورؑ نے ۱۸۹۱ء میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے خاص اذن کے ماتحت جب ہمیشہ ہمیش کے واسطے اس جلسہ کی بنیاد ڈالی تو جملہ مخلصین داخلین سلسلۂ بیعت پر زور دیا کہ وہ یہ عہد کریں کہ وہ آئندہ زندگی میں اس للّٰہی جلسہ میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ مند ہونے کے لئے بدل وجان پختہ عہد سے حاضر ہو جایا کریں گے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے مقرر کئے جائیں جن میں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویّہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے بعد جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔"

(آسمانی فیصلہ صفحات (تا م)

چونکہ اس وقت ہمیشہ ہمیش کے لئے اس جلسہ للّٰہی جلسہ کی بنیاد ڈالی جا رہی تھی اور یہ امر احباب کے ذہن نشین کرانا ضروری تھا کہ وہ زندگی بھر سال بہ سال اس میں پختہ عزم کے ساتھ شامل ہوتے چلے جائیں گے اس لئے حضور علیہ السلام نے احباب جماعت سے یہ مطالبہ فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک تحریری طور پر اپنے اس پختہ عزم سے اطلاع دے۔ چنانچہ فرمایا:۔

"بہتر ہوگا جو صاحب، احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو بھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں تا کہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں اور بدل وجان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آجائیں جن میں سفر کرنا اپنی حد اختیار سے باہر ہو جائے" (آسمانی فیصلہ صفحات (تا د)

جملہ مخلصین داخلین سلسلۂ بیعت سے یہ تحریری عہد لینے کے بعد جب اگلے سال ۱۸۹۲ء کا جلسہ قریب آیا تو حضور علیہ السلام نے باقاعدہ ایک اشتہار کے ذریعہ احباب جماعت کو ان کا عہد یاد دلاتے ہوئے پُرزور تحریک فرمائی کہ ہر صاحب استطاعت بھائی اپنے اس جلسہ میں ضرور شریک ہو۔ چنانچہ حضورؑ نے اس اشتہار میں رقم فرمایا:

"لازم ہے کہ اس جلسہ میں جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے۔ ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ

لاویں اور اللہ اور اُس کے رسول کی راہ میں ادنےٰ ادنےٰ ہرجوں کی پروا نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اُس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اِس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اُس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔" (اشتہار ۷؍دسمبر ۱۸۹۲ء)

جلسۂ سالانہ میں بدل وجان پورے تعہد کے ساتھ شمولیت کو جملہ ذی استطاعت احباب کے لئے لازمی قرار دینے کے علاوہ حضور علیہ السلام نے کم مقدرت احباب کو توجہ دلائی کہ وہ اپنے اندر اتنی استطاعت پیدا کریں کہ سال بہ سال جلسہ میں آسانی شریک ہو سکیں۔ اِس کی ترکیب حضورؑ نے یہ بیان فرمائی کہ کم مقدرت احباب سارا سال جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور تدبیر اور قناعت شعاری سے کام لیتے ہوئے تھوڑی تھوڑی رقم ہر روز یا ماہ بماہ پس انداز کرتے چلے جائیں تا ایسا نہ ہو کہ وہ محض تنگ دستی کی وجہ سے شریک ہونے کی سعادت سے محروم رہ جائیں۔ چنانچہ اِس ضمن میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اِس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ سفر خرچ کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقّت سرمایۂ سفر میسّر آجائے گا گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔"

(آسمانی فیصلہ صفحات ۱ تا ۲)

پھر اسی پر بس نہیں کہ حضور علیہ السلام نے جماعت کے تمام ذی استطاعت احباب سے سال بہ سال جلسہ میں شریک ہونے کا پختہ عہد لیا اور یہ کہ کم مقدرت احباب کو اِس للّٰہی جلسہ میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ یاب ہونے کی غرض سے ماہ بماہ کچھ نہ کچھ رقم پس انداز کرنے کی تلقین فرمائی بلکہ ان تمام ذی استطاعت اور کم مقدرت احباب کے لئے جو سال بہ سال اِس جلسہ میں پوری فکرمندی اور تعہد کے ساتھ شمولیت کی غرض سے سفر اختیار کریں اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت درد وسوز اور دلی تڑپ کے ساتھ دعائیں کیں مثال کے طور پر حضورؑ نے ۷؍دسمبر ۱۸۹۲ء کے اشتہار کو جو جلسہ سالانہ میں شمولیت کی نہایت ہی پُر اثر تحریک پر مشتمل تھا اِن پُرسوز و پُردرد دعاؤں پر ختم فرمایا:۔

"بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے۔ اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے۔ اور ان کے ہمّ وغم دور فرماوے۔ اور ان کو ہر ایک تکلیف سے

مخلصین عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیجیو اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھا دے جن پر اُس کا فضل و رحم ہے۔ اور تا اختتام سفرِ ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا! اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کُشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین" (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

یہ دُعائیں اس قدر جامع ہیں کہ اگر انسان پورے خلوصِ نیت کے ساتھ بدل و جان اور پختہ عزم سے جلسہ میں شمولیت اختیار کرکے اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کی ان دعاؤں کا وارث اور اہل بنا لے تو وہ یقیناً عند اللہ دین و دنیا میں فائز المرام قرار پا سکتا ہے۔ یہ کتنی عظیم خوش بختی ہے جس سے جلسہ سالانہ میں سال بہ سال شمولیت اختیار کرکے ہر احمدی بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جلسہ سالانہ میں احبابِ جماعت کی بکثرت شمولیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں اتنی شدید تڑپ کیوں تھی کہ آپ نے جہاں ایک طرف ہر صاحبِ استطاعت احمدی سے اس میں شمولیت کے لئے تمام عمر کے واسطے پختہ عہد لیا وہاں دوسری طرف کم مقدرت احباب کو تلقین فرمائی کہ وہ شروع سال سے ہی جلسہ میں شمولیت کی فکر رکھیں اور ماہ بماہ کچھ نہ کچھ رقم پس انداز کرتے رہیں تا جب سال کے اختتام پر انعقادِ جلسہ کے ایام قریب آئیں تو وہ اس پس انداز کی ہوئی رقم کو کام میں لا کر اس جلسہ میں شمولیت کی خاطر مرکزِ سلسلہ میں آ جمع ہوں اور پھر یہ کہ حضورؑ نے اس میں شرکت کی سعادت سے بہرہ ور ہونے والوں کو درد و سوز میں ڈوبی ہوئی بیش قیمت دعاؤں سے نوازا۔ اور ان کے لئے سفر اختیار کرنے سے قبل ہی برکتوں رحمتوں اور فضلوں کا حصول ممکن بنا دیا۔

حضورؑ کی یہ دلی تڑپ بلا وجہ نہیں تھی اس کے پیچھے بیعت کنندگان کی زندگیوں میں روحانی انقلاب بپا کرنے اور انہیں روحانی ترقیات کا اہل بنانے کی شدید خواہش کارفرما تھی۔ دراصل اللہ تعالیٰ جب بھی دنیا میں کسی مامور کو مبعوث فرماتا ہے تو اس کی بعثت کی غرض محض اتنی ہی نہیں ہوتی کہ لوگ اسے منجانب اللہ تسلیم کرتے ہوئے اس کے دعویٰ پر ایمان لے آئیں بلکہ غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگ اس مامور من اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس کی تریاقی صحبت میں رہ کر اس کی قوتِ قدسی اور انقلاب انگیز تاثیر سے فیضیاب ہوں اور اس طرح علوم و معارف سے بہرہ یاب ہو کر نہ صرف اپنی زندگیوں کو اصلی اور حقیقی معنوں میں عظیم روحانی انقلاب سے ہمکنار کریں بلکہ دوسروں کی فلاح و نجاح کا

وسیلہ ٹھہریں۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل اور مامور من اللہ کی حیثیت سے معبوث فرمایا تو حضورؑ نے ان احباب پر جو حضورؑ کے سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے بار بار یہ امر واضح فرمایا کہ وہ بکثرت مرکز میں آکر رہیں۔ اور ان برکات سے مستفیض ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی ذات کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے چنانچہ آپؑ کے صحابہ بکثرت قادیان آتے اور آپ کی صحبت میں رہ کر روحانی فیوض سے متمتع ہوتے تھے۔ لیکن چونکہ تمام لوگوں کے لئے دُور دراز علاقوں سے بار بار آنا ممکن نہیں ہوتا اس لئے آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت اور ارادے کے تحت سال میں تین دن ایسے مقرر فرمائے کہ جن میں احباب مرد وزن چھوٹے بڑے سب مرکز سلسلہ میں حاضر ہوکر جلسہ میں شریک ہوں اور تین دن مرکز میں رہ کر بار بار نہ آسکنے کی تلافی کرسکیں۔ سو چونکہ یہ تین دن (یعنی جلسہ سالانہ کے بابرکت ایام) افاضہ روحانی کے لحاظ سے پورے سال کے قائمقام تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اوّل دن سے ہی ان میں برکت بھی وہ رکھ دی کہ جس سے واقعی سال بھر تک مرکز سے دُور رہنے کی تلافی ہوسکے۔ اسی لئے حضور نے جماعت سے کہ تمام صاحب مقدرت احباب سے جلسہ میں سال بہ سال شامل ہونے کا پختہ عہد لیا اور اسی لئے حضورؑ نہیں چاہتے تھے کہ جماعت کے کم مقدرت احباب اپنی تنگ دستی کی وجہ سے اس عظیم الشان برکت اور سعادت سے محروم رہ جائیں۔ اور یہی وجہ تھی کہ حضورؑ نے ایسے کم مقدرت احباب کو روزانہ یا ماہ بماہ جلسہ کے اخراجاتِ سفر کے لئے پس انداز کرنے کے لئے تلقین فرمائی۔ اور اسی لئے حضورؑ نے جلسہ میں شمولیت اختیار کرنے والوں کے لئے وہ بیش قیمت دعائیں کیں کہ جنہیں پڑھ کر آج بھی انسان پر وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکاتِ خاصہ کو حضورؑ کے وصال کے بعد بھی دنیا میں جاری وساری رکھنے کے لئے جہاں ایک طرف خلافت کا آسمانی نظام قائم فرمایا اور اس کے تاقیامت جاری رہنے کی بشارت دی وہاں ساتھ ہی خلفائے سلسلہ احمدیہ کے مقدس ومطہر وجودوں سے دُور و دراز کے علاقوں میں بودوباش رکھنے والے احمدیوں تک کو مستفیض کرنے اور دُور دراز علاقوں میں پھیلے ہوئے افراد جماعت تک میں ان کے فیض صحبت کے طفیل روحانی ترقی کے سلسلہ کو جاری رکھنے کی غرض سے ہمیشہ ہمیش کے واسطے جلسہ سالانہ کی بنیاد ڈالی اور اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے رکھی۔ اس لحاظ سے خلافت کا آسمانی نظام اور جلسۂ سالانہ کا سال بہ سال انعقاد لازم وملزوم ہیں۔ جلسہ سالانہ کے ایّام کو ہمیشہ ہمیش کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بابرکت کردیا گیا ہے۔ اور انہیں اس درجہ مقدس اور بابرکت بنایا گیا ہے کہ یہ ایام مرکز سلسلہ اور خلیفۂ وقت سے سال بھر کی دُوری کی تلافی کرسکیں۔ یعنی دُور و دراز علاقوں میں رہنے والے احباب جو بار بار مرکز میں آکر خلیفۂ وقت کی صحبت سے فیض یاب نہیں ہوسکتے۔ وہ ان تین ایام میں ہی اُس برکت اور اُس سعادت سے

بہرہ یاب ہوسکیں جو قریب رہنے کی وجہ سے سارا سال ان کے حصہ میں آتی اور ان کی روحانی ترقی کا باعث بنتی ؛

پس جلسۂ سالانہ کے ایام نہایت درجہ مقدس و بابرکت ایام ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان ایام کو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے بعد قائم ہونے والی خلافت کے آسمانی نظام کے طفیل اپنی بے شمار رحمتوں برکتوں اور فضلوں سے مالا مال کرنے کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اسی لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیت اور اس کی عظیم الشان برکات کا ذکر کرتے ہوئے ۲۹ ستمبر ۱۹۶۷ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا :

" رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا ایک دروازہ جو خدا تعالےٰ نے ہم پر کھولا ہے وہ ہمارا جلسہ سالانہ ہے۔ ہمارے جلسہ سالانہ پر اللہ تعالےٰ کے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ بے شمار برکتیں نازل ہوتی ہیں خدا تعالےٰ کی، اور بہت سارے گناہ اور غفلتیں اور کوتاہیاں اور کمزوریاں اور نقائص مغفرت کی چادر میں ڈھانپ دیئے جاتے ہیں اور لوگوں کا کثرت سے جلسہ پر آنا بھی ایک معجزہ ہے خدا کے مسیح کا، اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند کا اور بڑی قربانی ہے جماعت کی جو اس موقعہ پر بھی وہ پیش کرتی ہے۔ . . . . .

اللہ تعالےٰ جو بڑا ہی فضل کرنے والا اور بڑی رحمت کرنے والا ہے ان قربانیوں کو دیکھ کے جماعت پر ان دنوں میں بھی اور بعد میں بھی لیکن خصوصاً ان دنوں میں بڑی برکت نازل کرتا ہے، ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے، مغفرت کی چادر میں ان کو چھپا لیتا ہے، اپنے نور کی چادر میں انہیں لپیٹ لیتا ہے جب وہ آتے ہیں تب بھی وہ مخلص احمدی ہوتے ہیں لیکن جب وہ واپس ہوتے ہیں تو اپنے اخلاص میں پہلے سے بھی کہیں بڑھ کے ہوتے ہیں۔ وہ جلسہ کے موقعہ پر اللہ تعالےٰ کی رحمت کے نظارے دیکھتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ ایک لاکھ آدمی اجتماعی دعا کر رہا ہو۔ اللہ تعالےٰ کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہو۔ اگر خلوص نیت ہو ،، اگر جبر نہ ہو، اگر نخوت نہ ہو، اگر یہ خیال نہ ہو کہ ہمارا کوئی حق ہے جو ہم نے اپنے رب سے لینا ہے بلکہ نہایت عاجزی اور تواضع اور انکسار کے ساتھ دعائیں کی جائیں ـــ تو اتنا بڑا مجمع جب دعا کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی رحمت کے زندہ نشان جلسہ کے ایام میں ہزاروں احمدی دیکھتے ہیں۔"

(باقی دیکھیں ص۱۴ پر)

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"لوگ دُور دُور سے اِس کثرت سے آئیں گے کہ راستے عمیق ہو جائیں گے"

"یہ نشان جو میں نے ابھی پیش کیا ہے ایسا زبردست ہے کہ کوئی اسے روک نہیں سکتا"

چند ہی روز میں ہمارا بابرکت و مقدس للّٰہی جلسہ سالانہ شروع ہونے والا ہے۔ اس کی عظمت کے پیشِ نظر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احبابِ جماعت کے لئے اس میں شمولیت کو لازمی قرار دیا ہے۔ اور یہاں تک فرمایا ہے کہ تکلیف اٹھا کر بھی آنا پڑے تو آنا چاہیئے اور اخراجات کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص بھی اس للّٰہی جلسہ سالانہ میں شمولیت کی خاطر سفر اختیار کرتا ہے وہ ایک عظیم الشان خدائی بشارت کے پورا ہونے میں حصہ دار بنتا ہے۔ وہ بشارت یہی ہے کہ لوگ دُور دُور سے اس کثرت سے آئیں گے کہ ان کی آمد و رفت کے باعث راستے عمیق ہو جائیں گے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے جلسہ سالانہ ۱۹۰۵ء کے موقعہ پر اس خدائی بشارت اور اس کے سال بسال پورا ہونے کو زبردست نشان قرار دیا۔ حضورؑ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالےٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اِس سلسلہ کو بڑھائے۔ پس کون ہے جو اسے روک لے! کیا تم نہیں جانتے کہ بادشاہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ پھر وہ جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے کب تھک سکتا ہے۔ آج سے ۲۵ برس بلکہ اس سے بھی بہت پہلے خدا تعالےٰ نے مجھے خبر دی ایسے وقت میں کہ ایک شخص بھی میرے پاس نہ تھا اور کبھی سال بھر میں بھی کوئی خط نہ آتا تھا اُس گمنامی کی حالت میں مَیں نے جو دعوے کئے ہیں وہ براہین احمدیہ میں چھپے ہوئے موجود ہیں اور یہ کتاب مخالفوں منافقوں کے پاس موجود ہے بلکہ ہندوؤں عیسائیوں تک کے پاس بھی ہے۔ مکہ مدینہ اور قسطنطنیہ تک بھی پہنچی۔ اسے کھول کر دیکھو اس وقت خدا تعالےٰ نے فرمایا۔

يَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ وَ يَأْتِيكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ

یعنی تیرے پاس دُور دراز جگہوں سے لوگ آئیں گے اور جن راستوں سے آئیں گے وہ راہ عمیق ہو جائیں گے

پھر فرمایا: لوگ جو کثرت سے آئیں گے تو ان سے تھکنا نہیں اور ان سے کسی قسم کی بداخلاقی نہ کرنا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب لوگوں کی کثرت ہوتی ہے تو انسان ان کی ملاقات سے گھبرا جاتا ہے اور کبھی بے توجہی کرتا ہے جو ایک قسم کی بداخلاقی ہے۔ پس اس سے منع کیا اور کہا کہ اس سے تھکنا نہیں اور مہمان نوازی کے لوازم بجا لانا ایسی حالت میں یہ خبر دی گئی تھی کہ کوئی بھی نہ آتا تھا اور اب تم سب دیکھ لو کہ کس قدر موجود ہو۔ یہ کتنا بڑا نشان ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ایسی خبر بغیر عالم الغیب خدا کے اور کون دے سکتا ہے۔ نہ کوئی منجم نہ کوئی فراست والا کہہ سکتا ہے۔

ان حالات میں جب ایک سعید مومن غور کرتا ہے تو اسے لذت آتی ہے۔ وہ یقین کرتا ہے کہ ایک خدا ہے جو اعجازی خبریں دیتا ہے۔ غرض اس خبر میں اس نے کثرت کے ساتھ مہمانوں کی آمد و رفت کی خبر دی۔ پھر چونکہ ان کے کھانے پینے کے لئے کافی سامان چاہیئے تھا اور ان کے فروکش ہونے کے لئے مکانوں کا انتظام ہونا چاہیئے تھا پس اس کے لئے بھی ساتھ ہی خبر دی یاتیك من كل فج عميق۔

اب غور کرو کہ جس کام کو اللہ تعالیٰ نے خود کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور ارادہ کر لیا ہے کون ہے جو اس کی راہ میں روک ہو وہ خود ساری ضرورتوں کا تکفل اور تہیہ کرتا ہے۔ یہ بات انسانی طاقت سے باہر ہے کہ اس قدر عرصہ پہلے ایک واقعہ کی خبر دے کہ جس میں ایک بچہ پیدا ہو کر صاحب اولاد ہو سکتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ یہی وجہ ہے جو خدا تعالیٰ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ صادق کی نشانی پیشگوئی ہے۔ یہ بہت بڑا نشان ہے جس پر غور کرنا چاہیئے۔ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان تدبر اور غور سے بڑھتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نشانوں پر غور نہیں کرتے ان کا قدم پھسلنے والی جگہ پر ہوتا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ انسان اپنے ایمان میں اُس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے اقوال، افعال اور قدرتوں کو نہ دیکھے۔

پس یہ سلسلہ اسی غرض کے لئے قائم ہوا ہے تا اللہ تعالیٰ پر ایمان بڑھے۔ یہ نشان جو ابھی میں نے پیش کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ایسا زبردست ہے کہ کوئی اُسے روک نہیں سکتا۔ برخلاف اس کے کسی دوسرے مذہب والے کو یہ حوصلہ اور ہمت کہاں ہے کہ وہ ایسے تازہ بتازہ نشانات پیش کرے۔ جماعت کے لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر نشانات ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا کاروبار ہے کسی اور کا اس میں دخل نہیں۔

یقیناً سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ان پیشگوئیوں کے ساتھ دکھاتا ہے کہ ایمانی قوت بڑھ جاوے اور یہ قوت بغیر ایسے نشانوں کے بڑھ نہیں سکتی۔ کیونکہ ان میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ انسان ایسا جاندار ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے تربیت ایمانی کے لئے فیوض و برکات نہ ہوں وہ خود بخود پاک صاف نہیں ہو سکتا۔ اور

حقیقت میں پاک صاف ہونا اور تقوے پر قدم مارنا آسان امر نہیں بلکہ خداتعالےٰ کے فضل اور تائید سے یہ نعمت ملتی ہے اور سچا تقوےٰ جس سے خداتعالےٰ راضی ہو اس کے حاصل کرنے کے لئے خداتعالےٰ نے بار بار فرمایا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ اور پھر یہ بھی کہا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ یعنی اللہ تعالےٰ ان کی حمایت اور نصرت میں ہوتا ہے جو تقوےٰ اختیار کریں تقوےٰ کہتے ہیں بدی سے پرہیز کرنے کو اور محسنون وہ ہوتے ہیں جو اتنا ہی نہیں کہ بدی سے پرہیز کریں بلکہ نیکی بھی کریں۔ اور پھر یہ بھی فرمایا لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی۔ یعنی ان نیکیوں کو بھی سنوار سنوار کر کرتے ہیں۔ مجھے یہ وحی بار بار ہوئی

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ

اور اتنی مرتبہ (یہ وحی) ہوئی ہے کہ میں گن نہیں سکتا۔ خدا جانے دو ہزار مرتبہ ہوئی ہو۔ اس سے غرض یہی ہے کہ تا جماعت کو معلوم ہو جاوے کہ صرف اس بات پر ہی فریفتہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں یا صرف خشک خیالی ایمان سے راضی ہو جاؤ۔ اللہ تعالےٰ کی معیت اور نصرت اسی وقت ملے گی جب سچا تقوےٰ ہو اور پھر نیکی ساتھ ہو۔"

(الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۶ء)

جلسہ سالانہ کی اغراض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کی معلومات وسیع ہوں اور خداتعالےٰ کے فضل اور توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔"

—(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)—

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

كُوْنُوْا لِوَجْهِ اللّٰهِ مِنْ اَعْوَانِيْ

(خالصاً للہ میرے انصار میں سے بن جاؤ)

اَلْوَقْتُ يَدْعُوْ مُصْلِحاً وَّمُجَدِّداً　　فَارْنُوْا بِنَظَرٍ طَاهِرٍ وَّجَنَانٍ

وقت ایک مصلح اور مجدد کو بلا رہا ہے۔ سو تم ایک نظر اور پاک دل کے ساتھ دیکھو۔

اَتَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ يُخْلِفُ وَعْدَهٗ　　اَفَاَنْتَ تُنْكِرُ مَوْعِدَ الْفُرْقَانِ

کیا تو گمان کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا نہیں کرے گا۔ کیا تو فرقان کے وعدے سے انکار کرتا ہے

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتْرُكُوْا طُرُقَ الْاِبَا　　كُوْنُوْا لِوَجْهِ اللّٰهِ مِنْ اَعْوَانِيْ

اے لوگو! سرکشی کی راہوں کو چھوڑ دو اور خالصاً للہ میرے انصار میں سے بن جاؤ۔

يَا اَيُّهَا الْعَادُوْنَ فِيْ جَهَلَاتِهِمْ　　تُوْبُوْا مِنَ الْاِفْسَادِ وَالطُّغْيَانِ

اے وے لوگو! جو باطل میں حد سے گزر گئے ہو فساد اور بے اعتدالی سے توبہ کرو۔

لَا تُغْضِبُوا الْمَوْلٰى وَتُوْبُوْا وَاتَّقُوْا　　وَكَخَائِفٍ خِرُّوْا عَلَى الْاَذْقَانِ

اپنے مولیٰ کو غصہ مت دلاؤ اور توبہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور ڈرنے والوں کی طرح اپنی ٹھوڑیوں پر گرو۔

اَلْقَمَرُ يَهْدِيْكُمْ اِلٰى نُوْرِ الْهُدٰى　　وَالشَّمْسُ تَدْعُوْكُمْ اِلَى الْاِيْمَانِ

چاند تمہیں ہدایت کی طرف راہ نمائی کرتا ہے اور سورج تمہیں ایمان کی طرف بلا رہا ہے۔

ظَهَرَتْ لَكُمْ اٰيَاتُ خَلَّاقِ الْوَرٰى　　فِيْ مُلْكِكُمْ لِمُؤَيَّدٍ سُبْحَانِيْ

تمہارے فائدہ کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے نشان ظاہر ہو گئے۔ وہ تمہارے ہی ملک میں مؤید سبحانی کے لئے ظاہر ہوئے

(نور القرآن الحصّۃ الثانیۃ)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دمد ز گلشنِ شاں آنچہ دلکشا باشد

(عاشقانِ دینِ محمدؐ کے چمن میں وہ بہار جوش مارتی ہے جو مفرحِ دل ہے)

فدائے یارِ وے آناں ہزار زاہد باد　　کہ جانِ شاں برہِ دینِ حق فدا باشد
ان لوگوں کے ایک بار پر ہزار زاہد قربان ہوں　　جن کی جان دینِ حق پر نثار ہے۔

گرفتگانِ محبت مسخّرانِ جمال　　روندگانِ رہے کاں رہِ فنا باشد
وہ محبت کے قیدی اور [illegible] کے بندے ہیں　　اور اس راہ پر چلنے والے ہیں جو فنا کا راستہ ہے

امامِ وقت ہماں پہلوانِ میدانست　　کہ تیغ بر سر و سر پیشِ آشنا باشد
امامِ وقت میدانِ کارزار کا وہی پہلوان ہے　　جس کے سر پر تلوار ہے اور سر دوست کے حضور میں ہے

جہان و جاہِ جہاں نزدِ شاں چناں ہیچ است　　کہ پیشِ چشمِ تو یک خس ز بوریا باشد
ان کے نزدیک دنیا اور دنیا کی عزت ایسی حقیر چیز ہے　　جیسے تیری نظر میں بوریے کا ایک تنکا۔

بحضرتِ صمدی آبروئے دارند　　دعائے گریۂ شاں خارقِ السما باشد
یہ لوگ بارگاہِ صمدی میں عزت والے ہیں　　اور ان کی آہ و زاری کی دعا آسمان کو چیر دیتی ہے

رمد ز صحبتِ شاں جذبہ ہائے تاریکی　　دمد ز گلشنِ شاں آنچہ دلکشا باشد
ان کی صحبت میں رہ کر گناہ کا جذبہ بھاگ جاتا ہے۔　　اور ان کے چمن میں وہ بہار جوش مارتی ہے جو مفرحِ دل ہے

ہزار جہد کنی زر نگردد ایں مسِ نفس　　مگر بدستیٔ شاں کہ کیمیا باشد
تو ہزار کوشش کر یہ نفس کا تانبا سونا نہیں بنے گا　　مگر ان کی دوستی سے جو کیمیا کا اثر رکھتی ہے یہ بات ہو سکتی ہے۔

(تریاق القلوب)

ہمارا بابرکت جلسہ سالانہ اور احبابِ جماعت کا فرض

— (سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) —

آج میں دوستوں سے جلسہ سالانہ کے متعلق بعض باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ باہر کی جماعتوں سے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہیں اُن وعدوں کو یاد کرتے ہوئے اور ان دعاؤں کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ جو وعدے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس بابرکت جلسہ کے متعلق کئے اور جو دعائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ کو بابرکت بنانے کیلئے اپنے خدا کے حضور کیں زیادہ سے زیادہ اس بابرکت جلسہ میں انہیں شمولیت اختیار کرنی چاہیئے، ان کو بھی جو عادتاً جلسہ میں شامل ہوتے ہیں اور ان کی زندگی کا ایک ضروری جزو جلسہ کی شمولیت بھی بنی ہوئی ہے اور سوائے اشد مجبوری کے وہ جلسے سے غیر حاضر رہنا کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کر سکتے، اور ان لوگوں کو بھی اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے یہاں تشریف لانا چاہیئے جو اِس وقت تک اس جلسہ میں سُستی دکھاتے آ رہے ہیں۔

اِس کے علاوہ بہت سی دیہاتی جماعتیں ہیں جہاں سے کم دوست جلسہ میں شامل ہونے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ اگرچہ بہت سی ایسی دیہاتی جماعتیں بھی ہیں کہ جہاں سے بڑی کثرت سے دوست آتے ہیں اور جلسہ میں شامل ہوتے ہیں لیکن اِس وقت میں ان دیہاتی جماعتوں کو مخاطب کر رہا ہوں جہاں سے بہت کم احمدی جلسہ میں شامل ہوتے ہیں اور مَیں ان کی توجہ اُن کے ضلع کے امیر اور ان کے ضلع کے مربی کی وساطت سے اِس طرف پھیرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی اِس غفلت اور سُستی کو ترک کر دیں اور جو جلسہ اب آ رہا ہے اِس میں شامل ہونے کی نیت بھی کریں اور تیاری بھی کریں اور دُعائیں بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا کرے کہ وہ اس جلسہ میں شامل ہوں اور ان فیوض اور برکات سے حصّہ لیں۔ جن فیوض اور برکات کی دعائیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیں اور جن فیوض و برکات کے وعدے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیئے۔

اِس کے بعد میں ربوہ کے دوستوں سے بھی کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ باہر سے آنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں۔ باہر سے آنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہونے کی وجہ سے ہمارے بڑے ہی باعزّت اور قابلِ صد احترام مہمان ہیں۔ ان کی عزّت کا ان کے احترام کا خیال رکھنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ ایک طرف اِس کی ذمہ داری جلسہ سالانہ کے انتظام پر ہے کہ وہ جس حد تک ممکن ہو سکے

نہایت عزّت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر کا پکا ہوا کھانا پیش کریں اور کھلائیں، اور جس حد تک ممکن ہے۔ ان کی تکالیف کا خیال رکھیں کسی قسم کی کوئی تکلیف جسمانی یا ذہنی انہیں نہ پہنچنے دیں

دوسری طرف تمام اہلِ ربوہ پر یہ ذمہ واری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان دنوں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھیں کہ ربوہ کا ماحول ظاہری طور پر بھی اور باطنی لحاظ سے بھی ہر طرح پاک وصاف اور ستھرا رہے۔ گھروں میں گند نہ ہو اور گھروں سے باہر گند نہ پھینکا جائے۔ سڑکوں اور گلیوں کو صاف رکھا جائے۔ باطنی طہارت کے لئے اللہ تعالےٰ سے دعائیں کی جائیں کہ وہ اہلِ ربوہ کو اس بلند اور ارفع مقام پر قائم رکھے جس بلند اور ارفع مقام پر باہر سے آنے والے دوست انہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔

پھر دکانداروں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اچھی اور ستھری چیزیں رکھیں۔ اور مناسب نرخوں پر انہیں فروخت کریں اور بیع وشراء میں کسی قسم کا جھگڑا نہ ہونے دیں، قولِ سدید سے کام لیں، کوئی پیچ پیچ میں نہ ہو جو بعد میں کسی قسم کی بدمزگی یا بدظنی کا باعث بنے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ اشیاء دو نقطہ ہائے نگاہ سے ستھری اور عمدہ کہلاتی ہیں، ایک وہ جو ظاہر میں ستھری ہوں اور ایک وہ جو اپنے اثر کے لحاظ سے صحت مند ہوں۔ ایسی غذائیں (کھانے پینے کی چیزیں) جن کا صحت پر اچھا اثر نہیں پڑتا۔ ربوہ کے دکانداروں کو نہیں لانی چاہئیں نہ بیچنی چاہئیں پس صحت مند غذیہ ہماری دکانوں پر بکنی چاہئیں۔

اہلِ ربوہ اور کارکنانِ جلسہ کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ ان دنوں خاص طور پر یہ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ اور جیسا کہ محض اپنے فضل سے وہ پہلے کرتا آیا ہے کہ باوجود اس قدر عظیم اجتماع کے اور باوجود اس کے کہ صحتِ جسمانی کا عام معیار اتنا بھی نہیں ہوتا جتنا بعض دوسرے میلوں پر ہوتا ہے، باوجود ان ساری چیزوں کے اللہ تعالےٰ نے اس اجتماع کو ہر قسم کی بیماری اور وباء سے محفوظ رکھا ہوا ہے، پس دُعا کرنی چاہیئے کہ جیسا کہ وہ پہلے محفوظ رکھتا چلا آیا ہے۔ اِس جلسہ پر بھی اور آئندہ جلسوں پر بھی وہ احبابِ جماعت کو، خواہ باہر سے آنے والے مہمان ہوں یا ربوہ میں بسنے والے ہوں، ہر قسم کی وباء اور بیماری سے محفوظ رکھے اور اس طرح اپنے فضل اور رحمت کو ہم پر نازل کرے کہ دیکھنے والی نگاہ میں یہ بھی ایک معجزہ سے کم نہ ہو۔ جیسا کہ حقیقتہً یہ ایک معجزہ ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۱۳ جنوری ۱۹۶۷ء
مطبوعہ الفضل ۲۴ جنوری ۱۹۶۷ء)

میرے دل میں آ میرے دل میں آ

مکرم میر اللہ بخش صاحب تسنیم

ہے ازل سے تیرا یہی مکاں میرے دل میں آ میرے دل میں آ
میرے جسم میں ہے تجھی سے جاں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

تجھے ڈھونڈ لوں تجھے جا ملوں جو ہو تیرا کوئی پتہ نشاں
کروں میں تلاش تجھے کہاں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

لئے دل میں ذوقِ سجود کا لئے رُوح میں تیری آرزو
ہوا میں ذلیل کہاں کہاں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

تو میری پکار کو سُن کے بھی ہے خموش کیوں مجھے یہ بتا
نہ کوئی جواب نہ ہوں نہ ہاں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

تُو سنے نہ آہ و بکا میری تو نہ دیکھے حالِ تباہ میرا
مجھے وہم ہے نہ یہ ہے گماں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

کبھی آ ہی جائیگا اِس طرف رہی آس زندگی بھر یہی
تیرا لُطف و جُود ہے بیکراں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

تیرا انتظار رہا مجھے نہ خیال جی سے گیا تیرا
تیرے ذکر سے رہی تر زباں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

تیرا عشق بھی کوئی جُرم تھا نہ حرم نے بخشا نہ دیر نے
میری دشمنی پہ تُلا جہاں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

تیرا پیار لالہ و گُل میں ہے تیرا ذوق بادہ و مُل میں ہے
تیری جستجو میں ہے سب جہاں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

میرے دل کو کیا کیا سزا ملی میری جاں پہ کیا کیا ستم ہوا
بڑی دردناک ہے داستاں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

ہیں تیرے جمال کا آئینہ یہ نجوم اور یہ مہر و ماہ
یہ زمین اور یہ آسماں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

رگِ جاں سے ہے جو قریب تو ملے بدنصیب وہ کیا تجھے
نہ بدن میں حس کے رہی ہو جاں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

نہ کبھی سلام ملا تیرا، نہ کبھی پیام ملا تیرا،
کبھی کر دے مجھ کو بھی کامراں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

تیرے لطف و جُود کو دیکھ کر تیری رحمتوں کے خیال سے
ہے ہمیشہ آس میری جواں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

رکھے دیپ میں نے جلا جلا تیری راہ میں کئی ہر جگہ
ہوا نُور زندہ جہاں تہاں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

ہوئی ختم رات سحر ہوئی ہے فضا میں ایک سکون سا
ہے عجیب روح فزا سماں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد
اور
انصار اللہ کی ذمہ داریاں

(محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب قائد تربیت وصحت جسمانی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ اسلام جیسی کامل و مکمل اور اکمل شریعت جو ہمارے پیارے آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی کا روشن اور منور چہرہ پھر دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اس زمانہ میں خود مسلمان کہلانے والوں نے شریعتِ اسلام کو نہایت گھناؤنی شکل میں پیش کرنا شروع کر دیا تھا۔ نیز عیسائیت نے بھی نہایت رکیک الزامات اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر لگانے شروع کر دیئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الزامات کا منہ توڑ جواب دیا اور اسلام کا حقیقی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔

حقیقی اسلام کے چار بنیادی ستون یہ ہیں۔

اوّل۔ سچی اور خالص توحید اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا قیام

دوم۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا قیام۔

سوم۔ قرآن کریم کی عظمت کا قیام

چہارم۔ اسلامی شریعت کی عظمت کا قیام

۱۔ پہلا اور بنیادی نکتہ توحید باری تعالیٰ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل خالص توحید تقریباً ناپید تھی مسلمان والے جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا دعوےٰ کرتے تھے۔ قسما قسم کے شرک میں مبتلا تھے۔ کچھ قبروں کی پرستش کرنے لگے تھے کچھ صرف مادیات کو اپنا خدا بنا بیٹھے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا زندہ تعلق کسی سے قائم نہ رہا تھا۔ اور زندہ توحید پر کسی کو یقین نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:-

"میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ کیونکہ ہمارے سیدو مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے محض آسمانی نشان دکھلا کر خدا کی عظمت اور طاقت اور قدرت عرب کے بُت پرستوں کے دلوں میں قائم کی تھی۔ سو ایسا ہی مجھے روح القدس سے مدد دی گئی ہے۔" (ضمیمہ رسالہ جہاد ص۷)

سچی توحید کے متعلق صرف یہ اعلان کر دینا کہ اللہ ایک ہے اور متصرّف بالارادہ ہے اور حیّ و قیّوم ہے۔ انسانوں کے دلوں کو تسلّی نہیں دے سکتا تھا جب تک کہ دعوے کرنے والا اپنی عملی زندگی میں اس بات کا مشاہدہ نہ کرائے کہ اسلام کا خدا نہ صرف ذات اور صفات میں ایک ہے بلکہ وہ حیّ و قیّوم ہے وہ زندہ ہے اور زندگی بخشتا ہے۔ اور وہ اب بھی اپنے بندوں سے ہمکلام ہوتا اور اپنے نشانات ان پر ظاہر کرتا ہے۔ اس جہت سے جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں پتہ لگتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہزاروں نشانات ظاہر ہوئے اور ہزاروں پیشگوئیاں جن کی اطلاع اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبل از وقت دی وہ یا تو حضور کی زندگی میں بڑی شان سے پوری ہوئیں یا آپ کے بعد آپ کے خلفاء کے زمانہ میں ظاہر ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ زلازل کے متعلق پیشگوئیاں طاعون کے متعلق پیشگوئی۔ آتھم کے متعلق پیشگوئی۔ لیکھرام کے متعلق پیشگوئی وغیرہ وغیرہ ہزاروں انذاری نشان آپ کے ذریعہ پورے ہو کر اللہ تعالےٰ کے حیّ و قیّوم اور قادرِ مطلق ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں۔ ان کے علاوہ اپنے محبّوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بشارتوں کی پیشگوئیاں بھی ہزاروں کی تعداد میں پوری ہوئیں مثلاً

۱۔ عبد الکریم نامی طالب علم۔

۲۔ اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ تعالےٰ کے لڑکے عبد الرحیم خالد صاحب کی بیماری۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اسلام کے حیّ و قیّوم اور متصرف بالارادہ خدا کا چہرہ دُنیا کو دکھلا دیا اور آپ کی زندگی کے بعد آپ کے خلفاء اور صحابہؓ اور دوسرے بہت سے احباب جماعت نے علیٰ حسب مراتب اللہ تعالےٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اور اپنی زندگیوں میں اللہ تعالےٰ کے زندہ ہونے کا ثبوت پا لیا۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اس کفر و الحاد کے زمانہ میں زندہ خدا سے زندہ تعلق پیدا کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق اور بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ

ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔ اے سننے والو سنو کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اسی کے ہو جاؤ۔ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو، نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیالِ خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا اور بولتا بھی ہے اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔" (الوصیت صلا)

اسلام کا دوسرا بنیادی نکتہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود اور آپ کی عظمت کا قیام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت دنیا میں عیسائیت اپنے عروج پر تھی اور عیسائی مشنری کیڑوں کی طرح دنیا کے گوشہ گوشہ میں نکل کھڑے ہوئے تھے اور تثلیث کا بھیانک عقیدہ پیش کرکے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا کر خدائی کا مقام دے دیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اسلام اور پیغمبرِ اسلام پر نہایت ناپاک حملے بھی کرتے تھے۔ اور اس طرح بہت سی دنیا کو گمراہ کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ ہندوستان کے بہت سے مسلمان بھی اس گمراہی کا شکار ہو گئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مبعوث ہو کر براہین اور دلائل کی تلوار سے عیسائیت کے اس دجل کو کاٹ کے رکھ دیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ کے ارفع مقام کو پھر قائم کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

"اس امت کے لئے مسیح موعود بھی چودھویں صدی کے سر پر بھیجا گیا۔ اس کی بعثت سے یہی مطلب تھا کہ جو یورپ کے فلسفہ اور یورپ کی دجالیت نے اسلام پر طرح طرح کے حملے کئے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور پیشگوئیوں اور معجزات سے انکار اور تعلیم قرآنی پر اعتراض اور برکات اور انوار اسلام کو سخت استہزاء کی نظر سے دیکھا ہے ان حملوں کو نیست و نابود کر دے۔ اور نبوت محمدیہ کو تازہ تصدیق اور تائید سے حق کے طالبوں پر چمکا دے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۸۲)

یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شان سے پورا کیا کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ عیسائیت شکست خوردہ حالت میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے آگے آگے بھاگ رہی ہے۔ اور براعظم افریقہ اس کا گواہ ہے۔ جہاں احمدی مبلغین نے جا کر عیسائی مشنریوں کو للکارا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتلائے ہوئے دلائل سے ان کے منہ بند کر دیئے۔ کجا وہ وقت کہ عیسائی مشنری بڑھ بڑھ کر اسلام اور پیغمبر اسلام پر ناپاک

حملے کر رہے تھے۔ اور کجا یہ دن کہ یہی عیسائی مشنری احمدی مبلغین تو الگ رہے۔ ایک عام احمدی سے بھی تبادلۂ خیالات کرنے سے کوسوں دُور بھاگتے ہیں۔ یورپ میں جو عیسائیت کا گھر اور عیسائیت کا دل ہے احمدیت یعنی حقیقی اسلام نے جاکر حملہ کیا اور عیسائیت دفاع پر مجبور ہوگئی اور سفید فام عیسائی بھی اسلام میں داخل ہوکر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے لگے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا یہ مقصد اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری شان سے پورا ہوا اور پورا ہو رہا ہے اور پورا ہوتا چلا جائے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور خدائی وعدے کبھی ٹلا نہیں کرتے۔ خوش قسمت ہیں وہ احمدی جو اس مقصد کو ہمیشہ مدنظر رکھتے اور اس کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔

اسلام کا تیسرا بنیادی نکتہ قرآن کریم کی عظمت کا قیام ہے۔ قرآن کریم نسل انسانی کے لئے ایک کامل اکمل اور مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر قرآن کریم کی عظمت کو جو اس زمانہ میں تاریکی میں چلی گئی تھی، اور مسلمان کہلانے والے جس کو اپنی پیٹھوں پیچھے پھینک چکے تھے پھر دنیا میں قائم کیا۔ آپ نے براہین قاطعہ سے یہ ثابت کر دیا کہ قرآن کریم ہی تمام عظمتوں کا حامل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف ایسا معجزہ ہے کہ نہ اوّل مثل ہوا اور نہ آخر کبھی ہوگا۔ اس کے فیوض و برکات کا در ہمیشہ جاری اور وہ ہر زمانہ میں اسی طرح نمایاں اور درخشاں ہے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی عظمت اور برتری ثابت کرنے کے لئے تمام دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو چیلنج دیا کہ وہ قرآن کریم کے مقابل پر اپنی دینی کتب کو لے کر آئیں مگر کسی کو اس کی جرأت نہ ہوئی اور آج بھی کسی کو یہ جرأت نہیں کہ وہ جماعت احمدیہ کے مقابل پر آکر اپنی دینی کتب کی برتری قرآن کریم کی عظمت کے سامنے بیان کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء نے اس چیلنج کو بار بار دوسرے مذاہب کے سامنے دہرایا۔ مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی اور نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہوگی کہ وہ قرآن کریم کے مقابلہ پر اپنی دینی کتب کو پیش کر سکیں۔

اسلام کا چوتھا بنیادی نکتہ اسلامی شریعت کی عظمت اور اس کا ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہونا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر حقیقی اسلام کا چہرہ دنیا کے سامنے پیش کیا اور پھر اپنے عمل سے اس کو سچا ثابت کر دکھایا۔ اور آپ کے صحابہ میں بھی وہ نیک بزرگ شامل ہوئے جن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا رنگ تھا۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسلام کی تعلیم کی خوبیاں ظاہر کروں اور پھر ان خوبیوں کا عملی ثبوت اور اس کی تاثیر کو دکھاؤں" (ملفوظات جلد چہارم ص۴۲۵)

اسلامی تعلیم کے چار بنیادی ستون جن کا ذکر خاکسار نے بہت اختصار سے کیا ہے۔ ان کو سامنے رکھتے ہوئے ہر احمدی کو یہ سوچنا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں ان کو مدنظر رکھتا ہے کہ نہیں۔ آج اسلام ہم سے ہماری ہر چیز کی قربانی چاہتا ہے اور حق تو یہ ہے کہ ہماری تو کوئی چیز بھی کسبی نہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اس نے ہماری زندگی کے لئے ہر ضروری سامان پیدا کئے۔ اس نے ہمیں طاقتیں عطا کیں۔ اور اس نے ان طاقتوں کے استعمال کی ہمیں توفیق دی۔ تو پھر ہماری اپنی کیا چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف یہ چاہتا ہے کہ اس کی عطا کردہ نعمتوں سے ہم اس کی توحید کے قیام۔ اس کے نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے قیام، اس کی کتاب قرآن حکیم کی عظمت کے قیام اور اس کے دین کی عظمت کے قیام کے لئے کچھ خرچ کریں اور اس کے بدلہ میں وہ اپنی بے انتہا نعمتوں کا وعدہ کرتا ہے۔ پس بہت ہی نیک بخت ہیں وہ احمدی جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے حصول کے لئے اپنی جان مال وقت اور عزت کو قربان کرتے ہیں۔

اسلام کے چار بنیادی ستونوں کے قیام کے لئے جہاں یہ ضروری ہے کہ انتہائی قسم کا جذبۂ قربانی دل میں پیدا کیا جائے۔ وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ اس جذبہ پر کما حقہ عمل کرنے کے لئے صحت بھی اچھی ہو۔ ورنہ ایک دائم المریض یا کمزور صحت کا مومن چاہے جتنی بھی تڑپ رکھتا ہو کہ دین کی خدمت کرے۔ اس کی جسمانی کمزوری یا مرض اس کو ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ پس ہم جو انصار ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں ہمارے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ ہم اپنے قویٰ کا خاص خیال رکھیں۔

خاکسار گزشتہ سالوں میں اجتماع کے موقعہ پر اراکین مجالس انصار اللہ کی خدمت میں صحت کے اصولوں پر کچھ عرض کرتا رہا ہے۔ اور اس امید پر ہی عرض کرتا رہا ہے کہ درست صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھیں گے۔ تا ان کی صحتیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹھیک رہیں اور وہ زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کر سکیں۔ چالیس سال کے بعد صحت کو برقرار رکھنے کے چند موٹے موٹے اصول ہیں۔ ان کا خیال رکھا جائے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے۔ اور صحت برقرار رہتی ہے۔ مثلاً غذا میں اعتدال اور ورزش میں باقاعدگی دو اہم اصول ہیں جو کہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ پھر مناسب آرام ہے۔ جسمانی صفائی ہے وغیرہ وغیرہ اگر ان باتوں کا خیال رکھا جائے۔ اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کی جائے کہ وہ اپنے فضل سے صحت بحال رکھے۔ اور اپنے فضل سے ہی دین کی خدمت کی توفیق دے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے نتائج اچھے نہ نکلیں۔ پس آج ہم سب اراکین مجلس انصار اللہ کو اپنے دلوں میں یہ پختہ عزم لے کر اٹھنا چاہیئے کہ ہم اپنی صحتوں کا اچھی طرح خیال رکھیں گے اور صرف اس لئے رکھیں گے کہ ہم دین کے لئے

اور نسلِ انسانی کے لئے نافع وجود بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ جو تمام طاقتوں اور قدرتوں کا مالک ہے جو اپنے بندوں کی عاجزانہ التجاؤں کو سنتا ہے۔ اسی سے دُعا ہے کہ وہ اپنے خاص فضل سے ہمیں اس بات کی خاص توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی صحتوں اور قوے کو برقرار رکھنے والی ضروری باتوں پر عمل کرنے والے ہوں۔ اور پھر وہ اپنے خاص فضل سے ہمیں یہ بھی توفیق عطا فرمائے۔ کہ ہم اس کی توحید اس کے پاک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت قرآن کریم کی عظمت اور دینِ اسلام کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے اپنا سب کچھ ہی اس کے حضور پیش کرنے والے ہوں۔ اور وہ ہماری اس حقیر سی پیشکش کو بھی اپنے فضل سے ہی قبول فرماکر جلد سے جلد ہماری زندگیوں ہی میں اپنی سچی توحید کو اس دنیا میں قائم کردے۔ اپنے قرآن کی عظمت کو دنیا میں قائم کردے، اور اپنے دینِ اسلام کی عظمت کو دنیا میں قائم کردے۔ اے خدائے ذوالجلال تو ایسا ہی کر۔ آمین اَللّٰھُمَّ آمین۔

سابق بالخیرات بننا چاہیئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سابق بالخیرات بننا چاہیئے۔ ایک ہی مقام پر ٹھہر جانا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ دیکھو ٹھہرا ہوا پانی آخر گندہ ہو جاتا ہے۔ کیچڑ کی صحبت کی وجہ سے بدبودار اور بدمزہ ہو جاتا ہے۔ چلتا پانی ہمیشہ عُمدہ ستھرا اور مزیدار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس میں بھی نیچے کیچڑ ہو مگر کیچڑ اس میں کچھ اثر نہیں کر سکتا۔ یہی حال انسان کا ہے کہ ایک ہی مقام پر ٹھہر نہیں جانا چاہیئے۔ یہ حالت خطرناک ہے۔ ہر وقت قدم آگے ہی رکھنا چاہیئے اور نیکی میں ترقی کرنی چاہیئے ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا اور اس طرح سے انسان بے نور ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۳۹)

نماز باجماعت کی اہمیّت

مکرم پروفیسر بشارت الرّحمٰن صاحب ایم۔ اے

اسلام میں نماز باجماعت پڑھنے کا حکم ہے۔ قرآن کریم میں جہاں بھی نماز کا حکم بیان ہوا ہے۔ ہر جگہ اَقِیْمُوا الصلوٰۃ کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ یعنی پوری توجہ اور تمام شرائط کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرو۔ چنانچہ نماز باجماعت سے پہلے جو تکبیر کہی جاتی ہے اس میں اعلان کیا جاتا ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلوٰۃُ۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلوٰۃُ یعنی نماز باجماعت کھڑی ہوگئی ہے فوراً اس میں شامل ہوجاؤ۔ پس یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ اقیموا الصلوٰۃ کے معنی نماز باجماعت ادا کرنا ہی ہیں۔ اور اسی امر کا مومنوں کو قرآن کریم میں پابند بنایا گیا ہے۔ سوائے اس کے کہ نماز باجماعت نہ مل سکے یا رہ جائے تو انسان اکیلا ہی نماز پڑھ لے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہی مذہب تھا کہ جو جان بوجھ کر نماز باجماعت کا تارک ہے وہ تارک نماز ہے اور قابلِ مؤاخذہ ہے۔

نماز باجماعت کیا ہے؟ اور اس کی کیا حقیقت ہے؟ نماز باجماعت در اصل شہنشاہوں کے شہنشاہ مالکِ حقیقی۔ خلاقِ کائنات، رزّاقِ دوجہاں کا دربار ہے۔ جو پانچ بار مسجد میں مومنوں پر یعنی اس دربار کے درباریوں پر رحمتوں اور فضلوں کی بارشیں برسانے کے لئے لگایا جاتا ہے۔ دربار کے انعقاد سے پہلے سرکار اعلےٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ حیّ علی الصلوٰۃ۔ حیّ علی الفلاح۔ اے مومنو نماز باجماعت میں جلد حاضر ہو جاؤ اور کامیابی و مُراد حاصل کرنے کے لئے جلدی کرو۔ یہ اعلان ایک بہت ہی عظیم الشان اعلان ہے۔ اذان دینے والے مؤذن کی ذاتی حیثیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اس عظیم اعلان کو دہرائے۔ یہ تو رب رزّاقِ دوجہاں کے حکم سے اور اس کی طرف سے ہی یہ ندا بلند کرتا ہے کہ اگر کامیابیوں اور کامرانیوں سے اپنے دامن کو بھرنا چاہتے ہو۔ تو خدا تعالےٰ کے دربار میں فوراً حاضر ہو جاؤ۔

اب باوجود بلانے کے۔ ہاں بادشاہ کے بلانے کے باوجود جو دربار میں حاضری کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اس کے متعلق یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ شائد اس کا یہ خیال ہے کہ اس بادشاہ کے در پر سر جھکانے اور عجز و نیازِ

کرنے کے بغیر بھی میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو جاؤں گا ۔ میری اپنی تدابیر میرے اپنے نفس یا میرے دیگر ساتھیوں میں یہ طاقت ہے کہ اس دربار کی حاضری کے بغیر بھی وہ مجھے کامیاب و کامران بنا سکتے ہیں ۔ گویا نماز باجماعت میں حاضر نہ ہونے والا شرک خفی کا مرتکب ہو رہا ہوتا ہے ۔ اس کا بھروسہ و توکل اللہ پر نہیں بلکہ کسی اور وجود یا شخص یا طاقت پر ہوتا ہے ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ۔

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (الروم ۳۲)

یعنی اے مومنو تم خدا تعالیٰ کی طرف ہی بلحاظ اپنی ظاہری و باطنی توجہات کے جھکے رہو ۔ اور دین فطرت اختیار کرو ۔ اور اسی کو ہی ہر مصیبت و نامرادی سے بچنے کے لئے اپنی پناہ بناؤ ۔ جس کا ذریعہ یہ ہے کہ نماز کو سنوار سنوار کر تمام شرائط کے ساتھ باجماعت ادا کرو اور مشرکوں میں سے مت بنو ۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہیں وہ تو ہر دم اللہ تعالیٰ کے حضور ہی جھکے رہتے ہیں ۔ ہاں اللہ تعالیٰ کو حقیقی حاجت روا نہ سمجھنے والے جو کسی اور کو اس معاملہ میں اللہ کا شریک بناتے ہیں ۔ وہ نماز باجماعت سے لاپرواہ ہوتے ہیں ۔ اے مومنو! تم ایسے نہ بنو اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہی جھکے رہو ۔

اب ظاہر ہے کہ بادشاہ اور قادر مطلق شہنشاہ حقیقی کے بلانے پر بھی جو اس کے دربار میں ظاہر نہ ہوں بلکہ اس زعم باطل میں مبتلا ہوں کہ اس دربار کی حاضری کے بغیر بھی میرا اپنا نفس یا فلاں شخص یا فلاں چیز مجھے کامیاب کرا دے گی ۔ اس شخص پر اس بادشاہ کی غیرت بھڑکے گی اور اس سے سخت مواخذہ کرے گی تا اس کو احساس ہو کہ میرا زعم کس قدر جھوٹا اور باطل تھا ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک نقشہ کھینچتا ہے کہ مومن جنتوں اور مجرم جہنم میں ایک دوسرے کے بالمقابل ایک دوسرے کو دیکھیں گے اور انہیں اپنے مخالف فریق کی حالت کا مقابلہ اپنے ساتھ کرنے کا موقعہ ملے گا ۔ اس وقت جنتی دوزخ والوں سے بعض سوالات بھی کریں گے فرماتا ہے ۔

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ عَنِ الْمُجْرِمِينَ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۔ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ۔ (المدثر ع ۲)

یعنی ہر جان جو کچھ اس نے کیا ہے اس کے بدلے میں رہن ہے سوائے دائیں طرف والے لوگوں کے جو عبادات

اور دعاؤں کے ذریعہ اس رہن کو فک کرا چکے ہیں۔ یعنی تمام اندرونی بندھنوں اور بیماریوں سے آزاد ہو چکے ہیں۔ وہ جنتوں میں ہوں گے اور مجرموں سے سوال کریں گے۔ تمہیں کیا چیز دوزخ کی طرف لے گئی۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں شامل نہیں ہوا کرتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے اور گپ لگانے والوں کے ساتھ ملکر خوب گپیں لگایا کرتے تھے۔ ہمارے اس طریق عمل کی وجہ یہ تھی کہ ہم جزا سزا کے دن کے حقیقت میں منکر تھے۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ انسان اپنے بُرے اعمال کا رہن ہوجاتا ہے۔ گناہ اس کے جسم اور رُوح پر گند ڈال دیتے ہیں۔ لیکن اصحاب الیمین یعنی خدا تعالیٰ سے یمن اور برکت حاصل کرنے والا گروہ اپنی نمازوں اور پُرسوز دعاؤں کے ذریعہ سے اس رہن سے آزاد ہوجاتا ہے۔ ان باطنی میلوں اور گندوں کو ان کی سوز سے بھری ہوئی دعائیں دھو ڈالتی ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے گھر کے آگے ایک نہر جاری ہو اور وہ پانچ بار اُس میں نہائے تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہ سکتی ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ نہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ نماز پنجگانہ کی یہی حالت ہے۔ ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ تمام میلوں اور گندوں کو زائل کردیتا ہے۔ اور بُرے اعمال میں رہین انسان۔ ان کی قید یعنی بُرے اثرات سے آزاد ہوجاتا ہے۔

پھر ان آیات سے یہ بھی ظاہر ہے کہ نماز باجماعت ادا نہ کرنے والے اور اس گناہ پر اصرار کرنے والے ایک دن ہمارے حقیقی بادشاہ کے عتاب کا مورد بنیں گے۔ لم نک من المصلین۔ مسجدیں پنجوقتہ حاضری دیکر مومنوں کو اپنے بھائیوں کی حالت دیکھنے اور ان کی امداد کرنے کا موقعہ بھی ملتا ہے۔ اس لئے ایسے لوگ مساکین کو کھانا بھی نہیں کھلاتے۔ اور یہ ان کا دوسرا جُرم قرار دیا جائے گا۔ پھر نماز باجماعت سے غیر حاضر رہنے کی ایک وجہ گپوں اور فضول باتوں کی عادت ہوتی ہے۔ یہ ان کا تیسرا جرم ہوگا۔ اور آخر میں ان تمام امور کی حقیقی وجہ بیان فرمادی کہ ایسے لوگ جزا سزا کے وقت پر درحقیقت ایمان نہیں رکھتے۔ جن کی وجہ سے انہیں یہ بدانجام دیکھنا پڑتا ہے۔

مَیں نے ذکر کیا تھا کہ نماز باجماعت، سب سے بڑے بادشاہ کا دربار عام ہے۔ جو لوگ گھر بیٹھے بادشاہ کو عرضیاں پرچے بھجواتے ہیں وہ ان لوگوں کی طرح فیض خسروانہ سے متمتع نہیں ہوا کرتے جو بادشاہ کی عام دعوت پر اس کے دربار عام میں حاضر ہوکر اس کی بخششوں کو لُوٹتے ہیں۔ پس نماز باجماعت درحقیقت تمام مشکلات و مصائب سے نجات پانے کی کنجی ہے۔ تمام اندرونی مصائب و امراض سے صحت مند ہونے کا ہسپتال ہے جنہیں اللہ تعالیٰ روحانی طور پر صحت مند کردے اور روحانی بینائی بخش دے۔ ان کے لئے محبوب حقیقی کے حسن کا نظارہ کرنے کا موقعہ ہے۔

نماز باجماعت کے متعلق آنحضرتؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعض ارشادات

ذیل میں نماز باجماعت کی اہمیت کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعض ارشادات پیش کئے جاتے ہیں :-

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز باجماعت کی نعمت سے محروم رہنے والوں کی حالت پر اپنے قلبی درد اور تکلیف کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:-

میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنی جگہ کسی اور کو نماز کی امامت کا حکم دوں پھر کچھ لوگوں کو جو ایندھن اٹھائے ہوئے ہوں لے کر ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو نماز باجماعت میں حاضر نہیں ہوئے اور ان کو ان کے گھروں سمیت آگ لگا کر جلا دوں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عملاً کبھی ایسا نہیں کیا۔ اس ارشاد میں حضور نے محض اپنے قلبی کرب کا اظہار کیا ہے جو نماز باجماعت کی نعمت سے محروم رہنے والوں کی عالت محرومی پر حضور کو محسوس ہوتا تھا اور انذار کیا ہے کہ کہیں قضاء و قدر کی طرف سے ان سے ایسا سلوک نہ ہو۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"نماز کیا ہے؟ ایک دعا جو درد۔ سوزش اور حرقت کے ساتھ خدا تعالےٰ سے طلب کی جاتی ہے تاکہ یہ بدخیالات اور بُرے ارادے دفع ہو جاویں اور پاک محبت اور پاک تعلق حاصل ہو جائے اور خدا تعالےٰ کے احکام کے ماتحت چلنا نصیب ہو" (براہین احمدیہ حصہ پنجم)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا کہ مشکلات کے وقت میں وضو کر کے نماز میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور نماز میں دعا کرتے تھے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ نماز سے زیادہ خدا کے قریب کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ مشکل۔ دکھ یا مصیبت کے وقت وضو کر کے خدا کے حضور کھڑا ہو جاوے اور دعا کرے۔ وہ درحقیقت انسان کی آواز کو سنتا ہے۔ اور وہ حلیم ہے اور علیم ہے اور رحیم ہے کوئی اس کے سوا یار اور مددگار نہیں ...... مومن وہ ہے جو سب سے اول خدا کا خیال اپنے دل میں لاوے اور اس پر یقین اور توکل کو کامل رکھے اور اس کے ماتحت اسباب کی تدبیر کرے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم)

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:-

"مسلمانوں نے جب سے نماز کو ترک کیا یا اسے دل کی تسکین۔ آرام اور محبت سے اس کی حقیقت سے غافل ہو کر پڑھنا ترک کیا ہے تب ہی سے اسلام کی حالت معرض زوال میں آئی ہے۔ وہ زمانہ جس میں نمازیں سنوار کر پڑھی جاتی تھیں۔غور سے دیکھ لو کہ اسلام کے واسطے کیا تھا۔ ایک دفعہ تو اسلام نے دنیا کو زیر پا کر دیا تھا۔ جب اسے ترک کیا وہ خود متروک ہو گئے ہیں درد دل سے پڑھی ہوئی نماز ہی تمام مشکلات سے انسان کو نکال لیتی ہے۔ ہمارا بارہا کا تجربہ ہے کہ اکثر کسی مشکل کے وقت دعا کی جاتی ہے۔ ابھی نماز میں ہی ہوتے ہیں کہ خدا نے اس امر کو حل اور آسان کر دیا ہوا ہوتا ہے۔" (ملفوظات جلد پنجم ص۲۵۰)

نیز مزید فرماتے ہیں:۔

"سوائے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت میں شمار کئے جاؤ گے۔ جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھتے ہو۔" (کشتی نوح ص۱۴)

پھر فرماتے ہیں:

"جو شخص پنج گانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔" (کشتی نوح ص۱۷)

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"نماز با جماعت کی عادت ڈالو اور اپنے بچوں کو بھی اس کا پابند بناؤ کیونکہ بچوں کے اخلاق اور عادات کی درستی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز باجماعت ہی ہے۔ مجھے اپنی زندگی میں اتنے لوگوں سے ملنے اور مختلف حالات کی جانچ پڑتال کا موقعہ ملا ہے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میری طبیعت کو ایسا حساس بنایا ہے کہ سو سال کی عمر پانے والے بھی اپنی عمر کے تجربوں کے بعد دنیا کی اونچ نیچ اور اچھے بُرے کو اتنا محسوس نہیں کر سکتے۔ جتنا میں محسوس کرتا ہوں۔ اور میں نے اپنے تجربہ میں نماز باجماعت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نیکی کے لئے ایسی مؤثر نہیں دیکھی۔ سب سے بڑھ کر نیکی کا اثر کرنے والی نماز باجماعت ہی ہے۔ اگر میں اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ کی پوری تشریح نہ کر سکوں تو میں اپنا قصور سمجھوں گا۔ ورنہ میرے نزدیک نماز باجماعت کا پابند خواہ اپنی بدیوں میں ترقی کرتے کرتے ابلیس سے بھی آگے نکل جائے۔ پھر بھی میرے نزدیک اس کی اصلاح کا موقعہ ہاتھ سے نہیں گیا۔ ایک شمّہ بھر اور ایک رائی کے برابر بھی میرے خیال میں نہیں آتا کہ کوئی شخص نماز باجماعت کا پابند

ہو اور پھر اس کی اصلاح کا کوئی موقعہ نہ رہے۔ خواہ وہ کتنا ہی بدیوں میں مبتلا کیوں نہ ہو گیا ہو۔ نیکی کے متعلق نماز کے مؤثر ہونے کا مجھے اتنا کامل یقین ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر بھی کہہ سکتا ہوں کہ نماز باجماعت کا پابند خواہ کتنا ہی بداعمال کیوں نہ ہو اس کی ضرور اصلاح ہو سکتی ہے۔ اور وہ ضائع نہیں ہوتا اور میں شرح صدر سے کہہ سکتا ہوں کہ آخری وقت تک اس کے لئے اصلاح کا موقع ہے بشرطیکہ وہ نماز باجماعت کا پابند اس رنگ میں ہو کہ اس کو اس میں لذت اور سرور حاصل ہو۔ ...... بڑا آدمی اگر خود نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے۔ مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے وہ ان کے قاتل ہیں۔ اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں۔ تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آ سکتا۔ کہ یہ کہا جا سکے کہ ان کی اصلاح ناممکن ہے اور وہ قابلِ علاج نہیں رہے۔"

(تفسیر کبیر جلد ۵ حصہ ۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نمازوں کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے۔ اور اسی میں ساری لذّات اور خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ خدا سے ہر وقت حفاظت چاہتے رہو۔ کیونکہ ناپاک اور نامراد ہے وہ دل جو ہر وقت خدا کے آستانہ پر گرا نہیں رہتا وہ محروم کیا جاتا ہے۔ دیکھو اگر خدا ہی حفاظت نہ کرے۔ تو انسان کا ایک دم گزارہ نہیں۔ زمین کے نیچے سے لے کر آسمان کے اوپر تک ہر طبقہ اس کے دشمن سے بھرا ہوا ہے۔ اگر اسی کی حفاظت شاملِ حال نہ ہو تو کیا ہو سکتا ہے۔" (ملفوظات جلد پنجم ص۱۳۰)

صحیح اسلامی معاشرہ کی ایک مکمل تصویر

نماز باجماعت کے متعلق ایک اور اہم امر ذکر کرنے کے بعد اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کامل عبادت کو ہی قبول کرتا ہے۔ نماز باجماعت کا حکم اس لئے بھی ہے کہ اس میں ناقصین کی دعائیں کاملین کی دعاؤں اور توجہات کے ساتھ مل کر خدا وندِ عالم کے عرش تک رسائی حاصل کر لیتی ہیں۔ کامل ایمان والے اس طرح ناقصین کے لئے مدد اور سہارا بن جاتے ہیں۔ نماز باجماعت کی مثال گویا ایک ریل گاڑی کی مثال ہے۔ کہ اس میں سوار ہونے والے لنگڑے اور معذور بھی منزلِ مقصود پر پہنچ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالےٰ نے کمزور اور قوی سب کو اس اعلےٰ مقام تک پہنچانے کے لئے نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ تاکہ کمزور بھی قوی کے ساتھ مِل کر ان مواقع کو پاتے رہے جو ان کے دلوں کے اندر صفائی پیدا کریں۔ اور قوی ایمان والوں کے دلوں سے نکلنے والی مخفی تاثیرات کو اپنے اندر جذب کرکے صفائی قلب پیدا کرسکیں"۔ (حضرت المصلح الموعودؓ تفسیر سورۂ بقرہ)

(بحوالہ الفضل ۱۴ اخاء/اکتوبر ۱۹۷۰ء)

نماز باجماعت صحیح اسلامی معاشرہ کی ایک مکمل تصویر ہے اور دنیا میں غلبۂ اسلام کے ذریعہ قائم ہونے والی وحدت جمہوری کا نظارہ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔ ہر نماز باجماعت دراصل تصویری زبان میں اسلام کے اس عظیم انقلاب کے برپا ہونے کے لئے ایک دعا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالےٰ کا منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفس واحد کی طرح بنادے اس کا نام وحدتِ جمہوری ہے جس سے بہت سے انسان بحالت مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھے جاتے ہیں۔ مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے۔ کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدتِ جمہوری کے ایک دھاگے میں سب پروئے جائیں۔ یہ نمازیں باجماعت جو ادا کی جاتی ہیں وہ بھی اسی وحدت کے لئے ہیں تاکہ کل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے۔ اور آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم اس لئے ہے کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کرکے اسے قوت دے حتی کہ حج بھی اسی لئے ہے۔

اس وحدتِ جمہوری کو پیدا کرنے اور قائم رکھنے کی ابتداء اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے کی ہے کہ اوّل یہ حکم دیا کہ ہر ایک محلہ والے پانچ وقت نمازوں کو باجماعت محلہ کی مسجد میں ادا کریں۔ تاکہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو اور انوار مل ملاکر کمزوری کو دور کردیں۔ اور آپس میں تعارف ہوکر انس پیدا ہوجاوے۔ تعارف بہت عمدہ شے ہے کیونکہ اس سے انس بڑھتا ہے۔ جو کہ وحدت کی بنیاد ہے۔ ....

پھر دوسرا حکم یہ ہے کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں جمع ہوں۔ چونکہ ایک شہر کے لوگوں کا ہر روز جمع ہونا تو مشکل ہے اس لئے یہ تجویز کی کہ شہر کے سب لوگ ہفتہ میں ایک دفعہ مل کر تعارف اور وحدت پیدا کریں۔ آخر کبھی نہ کبھی تو سب ایک ہوجائیں گے۔ پھر سال کے بعد عیدین میں یہ تجویز کی کہ دیہات اور شہر کے لوگ مل کر نماز ادا کریں تاکہ تعارف اور انس بڑھ کر وحدت جمہوری

پیدا ہو۔ پھر اسی طرح تمام دنیا کے اجتماع کے لئے ایک دن عمر بھر میں مقرر کر دیا۔ کہ مکہ کے میدان میں سب جمع ہوں۔ غرضیکہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ آپس میں الفت اور اُنس ترقی پکڑے ...... ان تمام اجتماعوں کا یہ فائدہ ہے کہ ایک کے انوار دوسرے میں اثر کر کے اسے قوت بخشیں۔" (ملفوظات جلد ہفتم ص۱۲۹ و ص۱۳۰)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دُعا ہے کہ ہمیں ہمیشہ نماز باجماعت کے فریضہ کو کماحقہ بجا لانے کی آخر دم تک توفیق اپنے فضل سے عطا فرماتا رہے۔ اور اس کی تمام برکات اور انوار کا ہمیں مورد بنائے۔

واٰخر کلمنا حمد و شکر

لرب محسن ذی الامتنان

نماز کو کسی حالت میں بھی ترک مت کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کو شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے۔ جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے، اخلاق کو درست کرتی ہے، دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۷۰، ۳۷۱)

سچائی کا اعلیٰ معیار اور جماعت احمدیہ

محترم شیخ محمد حنیف صاحب کوئٹہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (توبہ آیت ۱۱۹)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

صدق کے لغوی معنی ہیں (۱) راست ہونا (۲) سچی بات کہنا (۳) سچ کر دکھانا۔ ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ دل کی سچائی۔ زبان کی سچائی اور عمل کی سچائی سے ہی ایک شخص صادق کہلا سکتا ہے۔ دل کی سچائی یہ ہے کہ نیت میں راستی ہو۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح ہے۔ حقیقت ہے کہ دل کے خیالات کا اثر تمام جوارح پر پڑتا ہے۔ اسی طرح مختلف اعضا کا اثر دل پر پڑتا ہے۔ مثلاً زبان سے اگر بُرے کلمات نکالے جائیں یا جھوٹی باتیں کی جائیں تو معاً آئینۂ دل دھندلا ہو کر داغدار ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اسکے برعکس راستگوئی اور شیریں گفتاری سے دل کا آئینہ دھل کر شفاف ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ گویا اخلاق سیئہ انسان کی شقاوت کا موجب ہیں اور اخلاق حسنہ جنہیں آدابِ عالیہ بھی کہہ سکتے ہیں انسان کی سعادت کا موجب ہیں۔ صدق بہت بڑا اور بنیادی خُلق ہے۔ قرآن مجید نے صدق اور ایمان کو ہم پلہ بلکہ ایک ہی قرار دیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَ الشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وَ نُوْرُھُمْ ؕ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝ (حدید آیت ۲۰)

جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہدا کا درجہ پانے والے ہیں۔ ان کو ان کا پورا پورا اجر ملے گا۔ اسی طرح ان کا نور ان کو ملے گا اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا دوزخی ہوں گے۔

ایک بار حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا حضور کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے۔ فرمایا ہاں ہو سکتا ہے

دوسرا سوال ہُوا کہ کیا بخیل بھی ہو سکتا ہے؟ فرمایا ہاں ہو سکتا ہے۔ تیسرا سوال یہ تھا کہ کیا مومن جھوٹا بھی ہو سکتا ہے فرمایا نہیں:

حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ تاریکی ہے اور سچ روشنی اور نور ہے جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اس پر شاہدِ ناطق ہے ؎

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

راستی وہ شئے ہے کہ تمام بدیاں اس سے دور بھاگتی ہیں۔ ہاں اس میں کلام نہیں کہ زبان کی سچائی عمل اور دل کی سچائی کا وسیلہ ہے۔ بڑی مشہور حدیث شریف ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضور پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا حضور مجھ میں چار بدیاں ہیں۔ شراب خوری۔ چوری، بدکاری، اور جھوٹ بولنا ان میں سے ایک بُرائی حضور کے ارشاد پر چھوڑ سکتا ہوں۔ اسی لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضور نے فرمایا جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ اس شخص نے وعدہ کر لیا۔ رات جب شراب پینے کو جی چاہا تو معاً خیال آیا کہ کل جب بھری مجلس میں حضورؐ دریافت فرمائیں گے شراب پی تھی؟ تو سچ بولنا پڑے گا۔ تب بہت ذلت ہوگی۔ چنانچہ اس نے شراب ترک کر دی۔ اسی طرح بدکاری اور چوری بھی چھوڑ دی۔ گویا دل اور زبان کی سچائی کی برکت سے عمل کی سچائی نصیب ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو تم پر سچ بولنا فرض ہے۔ کیونکہ سچ بولنا نیکی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔ اور نیکی جنّت کی طرف لے جاتی ہے۔ ایک انسان ہمیشہ سچ بولتا اور سچائی کے درپے رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں صدیق شمار ہوتا ہے۔ فرمایا:-

"لوگو تم جھوٹ سے پرہیز کرو کیونکہ جھوٹ بدی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے اور بدی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔ اور ایک انسان ہمیشہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ کے درپے رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں کذّاب شمار ہوتا ہے۔" (بخاری)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس باب میں فرماتے ہیں:-

"منجملہ انسان کی طبعی حالتوں کے جو اس کی فطرت کا خاصہ ہے سچائی ہے۔ انسان جب تک کوئی غرض نفسانی اس کی محرک نہ ہو جھوٹ بولنا نہیں چاہتا اور جھوٹ کے اختیار کرنے میں ایک طرح کی نفرت اور قبض دل میں پاتا ہے۔ اسی وجہ سے جس شخص کا صریح جھوٹ ثابت ہو جائے اس سے ناخوش ہوتا ہے اور اس کو تحقیر کی نظر سے دیکھتا ہے۔ لیکن صرف یہی طبعی حالت اخلاق میں داخل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بچے اور دیوانے بھی اس کے پابند رہ سکتے ہیں۔ سو اصل حقیقت یہ ہے کہ جب تک انسان ان نفسانی اغراض سے علیحدہ نہ ہو جو راستگوئی سے روک دیتی ہیں تب تک حقیقی طور پر راستگو نہیں ٹھہر

سکتا۔ کیونکہ اگر انسان صرف ایسی باتوں میں سچ بولے جن میں اس کا چنداں ہرج نہیں اور اپنی عزت یا مال یا جان کے نقصان کے وقت جھوٹ بول جائے اور سچ بولنے سے خاموش رہے تو اس کو دیوانوں اور بچوں پر کیا فوقیت ہے۔ کیا پاگل اور نابالغ لڑکے بھی ایسا سچ نہیں بولتے؟ دنیا میں ایسا کوئی بھی نہیں ہوگا کہ جو بغیر کسی تحریک کے خواہ نخواہ جھوٹ بولے۔ پس ایسا سچ جو کسی نقصان کے وقت چھوڑا جائے حقیقی اخلاق میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔ سچ بولنے کا بڑا بھاری محل اور موقعہ وہی ہے جس میں اپنی جان یا مال یا آبرو کا اندیشہ ہو۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی ص۱ و ص۲)

نیز حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔ یعنی جھوٹ بھی ایک بُت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے اور پھر فرمایا کہ جب تم سچی گواہی کے لئے بلائے جاؤ تو جانے سے انکار مت کرو اور سچی گواہی کو مت چھپاؤ۔ جو چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہے۔ اور جب تم بولو تو وہی بات منہ پر لاؤ جو سراسر سچ اور عدالت کی بات ہے۔ اگرچہ تم اپنے کسی قریبی پر گواہی دو۔ حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو۔ جھوٹ مت بولو، اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان پہنچے۔ یا اس سے تمہارے ماں باپ کو ضرر پہنچے یا اور قریبیوں کو جیسے بیٹے وغیرہ کو۔ اور چاہیئے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں سچی گواہی سے نہ روکے۔ سچے مرد اور سچی عورتیں بڑے بڑے اجر پائیں گے۔ ان کی عادت ہے کہ اوروں کو بھی سچ کی نصیحت دیتے ہیں اور جھوٹوں کی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی ص۲ و ص۳)

یہ وہ سچائی کا بلند معیار ہے جسے ہر احمدی کو اپنانا چاہیئے۔ آخر میں یہ عاجز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے دو ایسے واقعات پیش کرتا ہے جو سچائی کے ہر طالب کے لئے مشعل راہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

پہلا واقعہ

مذکور ہے کہ جن دنوں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم، جگر گوشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت بیمار تھے۔ ایک دن صاحبزادہ صاحب نے بڑے اصرار کے "برف ملائی" کا مطالبہ کیا۔ لیکن برف ملائی ان

کی بیماری کے پیش نظر مضر تھی۔ اچانک کسی پھیری والے نے گلی سے برف ملائی والے لو کی صدا بلند کی۔ اس آواز کو سنتے ہی صاحبزادہ صاحب مرحوم و مغفور نے برف ملائی کے لئے ضد شروع کر دی اور رونا شروع کر دیا۔ اس پر سیدہ حضرت اُم المومنین نور اللہ مرقدھا و رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سیدنا حضرت امام زمان سے عرض کی کہ آپ برف کا ایک ٹکڑا لے کر بچے کو یہ کہہ کر دے دیں کہ یہ لو میاں برف ملائی۔ اس پر سیدنا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برف کا ایک ٹکڑا لیا اور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کو دینا چاہا کہ لو میاں اسے برف ملائی ہی سمجھ کر کھا لو۔ اس پر بچہ کو غصہ آیا اور اس نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ آپ نے یہ کہہ کر بچہ کو اور غصہ دلا دیا ہے اب آپ یہ فرمائیں کہ یہ لو برف ملائی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوبارہ سادہ برف کا ٹکڑا لیا اور پھر وہی فقرہ دہرایا کہ لو میاں اسے برف ملائی سمجھ کر لے لو۔ اس پر بچہ بہت نالاں ہوا۔ ضد اور غصہ میں بڑھ گیا۔ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر عرض کی۔ اس پر تیسری مرتبہ بھی اس زمانہ کے راستباز نے برف کا ٹکڑا دیتے ہوئے یہی فرمایا کہ لو میاں اسے برف ملائی سمجھ کر ہی لے لو

سچائی اور راستی کی عظمت کا یہ وہ بلند معیار ہے جس سے ہر شخص ہدایت پا سکتا ہے۔

دوسرا واقعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"از انجملہ ایک واقعہ یہ ہے کہ تخمیناً ۲۷ یا ۲۸ سال کا عرصہ گزرا ہوگا یا شائد اس سے کچھ زیادہ ہو کہ اس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رلیارام تھا اور وکیل بھی تھا امرتسر میں رہتا تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا، ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا۔ چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اور مضمون کے چھاپ دینے کے لئے تاکید بھی تھی اس لئے وہ عیسائی مخالف مذہب کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کے لئے یہ موقعہ ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا ایک جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک خانہ کی رُو سے پانچسو روپیہ جرمانہ، چھ ماہ تک قید ہے سو اس نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کر دیا اور قبل اس کے کہ مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ رلیارام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کے لئے مجھ

کی طرف اشارہ

کو بھیجا ہے۔ اور میں نے اسے مچھلی کی طرح تل کر واپس بھیج دیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ اس بات
تھا کہ آخر مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ پایا وہ ایسا ہی نظیر ہے جو دکیلوں کے کام میں آسکتی ہے۔ غرض میں اس
جرم میں صدر ضلع گورداسپور میں طلب کیا گیا۔ اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لئے مشورہ کیا گیا۔ انہوں نے یہی
مشورہ دیا کہ بجز دروغگوئی کے کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دے دو کہ ہم نے پیکٹ میں
خط نہیں ڈالا۔ رلیارام نے خود ڈال دیا ہوگا اور نیز بطور تسلی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ
ہوجائے گا اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریت ہوجائے گی ورنہ صورت مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق
رہائی نہیں۔ مگر میں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ جو ہوگا سو ہوگا۔۔۔
تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا اور میرے مقابل پر ڈاکخانہ جات کا افسر
بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا۔ اور سب
سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے؟
تب میں نے بلا توقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط ہے اور میرا ہی پیکٹ ہے۔ اور میں نے اس خط کو اس
پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا۔ مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی کے لئے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا۔
بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا۔ اور نہ اس میں کوئی نج کی بات تھی۔ اس بات کو
سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاکخانہ جات
نے بہت شور مچایا۔ اور لمبی لمبی تقریریں جن کو میں نہیں سمجھتا تھا۔ میں اس قدر سمجھتا تھا اور ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں
وہ حاکم نو نو کر کے اس کی باتوں کو رد کر دیتا تھا۔ انجام کار جب افسر مدعی اپنے تمام وجوہ پیش کر چکا۔ اور
اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ
اچھا آپ کے لئے رخصت۔ یہ سنکر میں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجا لایا۔
جس نے ایک انگریز افسر کے مقابل پر مجھ کو ہی فتح بخشی۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت صدق کی برکت سے
خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی۔ میں نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی کہ ایک شخص نے میری
ٹوپی اتارنے کے لئے ہاتھ مارا۔ میں نے کہا کیا کرنے لگا ہے۔ تب اس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا کہ

خیر ہے خیر ہے۔"

(احمدی اور غیر احمدی میں فرق صفحہ ۷۔۸۔۹)

یہ ہے سچائی کا بلند ترین معیار۔ دوستو! آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم میں ایک
صادق موجود ہے جن کا نام نامی و اسم گرامی حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ہے۔

اور ایسے مردانِ خدا کی صحبت اختیار کرنے کا قرآن مجید نے حکم دیا ہے۔ مولوی رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

صحبتِ مرداں اگر یک ساعت است — بہتر از صد چلّہ و صد طاعت است
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا — او نشیند در حضورِ اولیاء
چوں شوی دُور از حضورِ اولیاء — درحقیقت گشتۂ دُور از خدا

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

نفس کی پاکیزگی حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"نفس اور اخلاق کی پاکیزگی حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ صحبتِ صادقین بھی ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے کہ كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ یعنی تم خدا تعالیٰ کے صادق اور راستباز لوگوں کی صحبت اختیار کرو تاکہ ان کے صدق کے انوار سے تم کو بھی حصّہ ملے۔ جو مذاہب تفرقہ پسند کرتے ہیں اور الگ الگ رہنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ وہ یقیناً وحدتِ جمہوری کی برکات سے محروم رہتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تجویز کیا کہ ایک نبی ہو جو کہ جماعت بنادے اور اخلاق کے ذریعہ آپس میں تعارف اور وحدت پیدا کرے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۳۰)

معاملات میں صفائی

محترم مولانا غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ احمدیہ

انسان پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے دو قسم کے حقوق کی ادائیگی کا فرض عائد کیا گیا ہے۔ ایک حقوق اللہ ہیں اور دوسرے حقوق العباد۔ حقوق العباد کی صحیح رنگ میں ادائیگی سے ہی ایک شخص کو صاف معاملگی کی سند حاصل ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے متعدد مقامات پر معاملات میں صفائی اختیار کرنے کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

۱۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔ (النساء آیت ۵۹)

۲۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ (الانفال آیت ۵۹)

۳۔ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِھَآ اِلَی الْحُکَّامِ لِتَاْکُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرہ آیت ۱۸۹)

۴۔ اَوْفُوا الْکَیْلَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِیْنَ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ۔ (الشعراء آیات ۱۸۲ تا ۱۸۴)

۵۔ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ (النساء آیت ۳)

یعنی امانتوں کو ان کے حقداروں کو واپس دے دیا کرو۔

اللہ تعالےٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ آپس میں ایک دوسرے کے مالوں کو جھوٹ اور فریب کے ذریعہ مت کھاؤ۔ اور نہ اپنے مالوں کو اس غرض سے حکام تک پہنچایا کرو تا اس طرح تم لوگوں کے مالوں کا کوئی حصہ جانتے بوجھتے ہوئے ناجائز طور سے ہضم کر جاؤ۔

اے لوگو پیمانہ پورا بھر کر دیا کرو اور دوسروں کو نقصان پہنچانے والے مت بنو اور سیدھی ڈنڈی سے تولا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں ان کے حق سے کم کرکے نہ دیا کرو اور فساد کی نیت سے

زمین میں مت پھرا کرو۔ یعنی اس نیت سے کہ چوری کریں یا ڈاکہ ماریں یا کسی کی جیب کتریں یا کسی اور ناجائز طریق سے بیگانہ مال پر قبضہ کریں۔

پھر فرمایا کہ تم اچھی چیزوں کے عوض میں خبیث اور ردّی چیزیں نہ دیا کرو۔ یعنی جس طرح دوسروں کی چیزیں دبالینا ناجائز ہے۔ اسی طرح خراب چیزیں بیچنا یا اچھی کے عوض میں بُری چیزیں دینا بھی ناجائز ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بددیانتی کے تمام طریقوں کو بیان فرمادیا ہے۔ الفاظ مختصر ہیں مگر ایسے جامع ہیں کہ کسی بددیانتی کا ذکر باہر نہیں رہ جاتا۔

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ (البقرہ آیت ۲۶۸)

۲۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَہٗ رِئَآءَ النَّاسِ (البقرہ آیت ۲۶۵)

۳۔ وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ ط وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ (البقرہ آیت ۲۸۱)

۴۔ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ (الانفال آیت ۲)

۵۔ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ آیت ۳)

یعنی ۱۔ اے ایماندارو! جو کچھ تم نے کمایا ہے اور جو ہم نے تمہارے لئے زمین میں سے نکالا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں اللہ کے راستہ میں خرچ کرو اور ناکارہ اور ناپاک چیزوں کا قصد ہرگز نہ کرو۔

۲۔ اے ایماندارو! تم اپنے صدقات کو احسان جتانے اور تکلیف دینے کے فعل سے اس شخص کی طرح ضائع نہ کرلو جو لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے۔

۳۔ اور اگر کوئی مقروض تنگ حال ہو تو آسودگی حاصل ہونے تک اسے مہلت دینی ہوگی۔ اور اگر تم راس المال بھی صدقہ کے طور پر دے دو تو یہ سب سے اچھا ہے۔

۴۔ آپس میں صلح کاری اختیار کرو کیونکہ صلح میں بڑی خیر و برکت ہے۔

۵۔ تم نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو۔

قرآن کی یہ چند آیات ہیں جو معاملات کی صفائی کے لئے اصولی رنگ میں بیان کی گئی ہیں۔
اس سلسلے میں ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو مدنظر رکھنے سے اس موضوع پر بہت اچھی روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَنْ یَحْرُمُ عَلَی النَّارِ اَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَیْہِ النَّارُ تَحْرُمُ عَلٰی قَرِیْبٍ هَیِّنٍ لَیِّنٍ سَهْلٍ

کیا میں تم کو بتاؤں کہ آگ کس پر حرام ہے یا کون شخص آگ پر حرام ہے۔ فرمایا آگ ہر اس مسلمان پر حرام ہے جو قریب رہتا ہے اور لوگوں سے نفرت نہیں کرتا۔ جو نرم سلوک کرنے والا ہے۔ لوگوں کے لئے آسانیاں مہیا کرنے والا ہے اور سہولت پسند ہے۔

پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ (بخاری)

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص سچا مومن نہیں سمجھا جا سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی بات پسند نہیں کرتا جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔
یہ حدیث معاملات کی صفائی کا حقیقی معیار پیش کرتی ہے کہ جو بات ایک مسلمان اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کے ذریعہ مسلمانوں میں ہر قسم کی دوئی اور غیریت مٹا کر انہیں بالکل ایک جان کر دیا ہے۔ اور عام معاملات میں اسلام ہر مسلمان سے توقع رکھتا اور ایسے تاکیدی ہدایت دیتا ہے کہ جو بات وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے۔ غرض باہمی معاملات میں صفائی کا یہ بلند معیار ہے جس پر مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول صلے اللہ علیہ وسلم قائم کرنا چاہتے ہیں۔
پھر ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ (مسلم)

جو شخص تجارت یا دوسرے لین دین میں دھوکہ بازی سے کام لیتا ہے۔ اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا جب آپؐ نے ایک غلّہ فروش کے ڈھیر کے اندر ہاتھ ڈال کر دیکھا کہ اندر سے گیلا تھا مگر باہر سے خشک غلّہ کی تہ ڈال کر اس نقص کو چھپانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس وقت آپؐ کا چہرہ متغیر ہوگیا اور آپؐ نے غلّہ فروش کو انتہائی ناراضگی کے ساتھ فرمایا کہ یہ دھوکہ بازی اسلام میں

جائز نہیں۔ اور جو مسلمان دھوکا کرتا ہے۔ اور خراب مال کو اچھا مال ظاہر کرکے بیچنا چاہتا ہے اسس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر تمہارے مال میں کوئی نقص ہے تو اس نقص کو ظاہر کرو اور پھر بیچو تاکہ خریدار نقص کو مدّنظر رکھ کر قیمت کا فیصلہ کرسکے۔

معاملات میں صفائی کا معیار قائم کرنے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے :۔

أُعْطُوا الْأَجِيْرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ (ابن ماجہ)

مزدور کو اسس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دیا کرو۔

ان حکیمانہ الفاظ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غرض صرف یہی نہیں تھی کہ اجرت کی ادائیگی میں جلدی کی جائے بلکہ دراصل ان الفاظ میں مزدوروں اور غریبوں کے حقوق کی طرف عمومی توجہ دلانا مقصود تھا اور چونکہ اجرت کی بروقت ادائیگی مزدور کے حقوق کا ادنےٰ حصہ ہوتا ہے۔ اسس لئے آپؐ نے مثال کے طور پر اس ادنےٰ حصہ کا ذکر کرکے تاکید فرما دی تاکہ ادنےٰ حصہ کی طرف توجہ خود بخود اعلےٰ حصوں کی حفاظت کا موجب بن جائے۔ دوسری طرف اسس حدیث میں یہ اشارہ بھی ہے کہ سچا مزدور وہی ہے جو پسینہ بہا کر کام کرتا اور امانت و دیانت کا ثبوت دیتا ہے۔

اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرٰى وَإِذَا اقْتَضٰى (بخاری)

اللہ تعالےٰ اس خوش خلق شخص پر رحم کرے جو اپنی خوش خلقی کا نمونہ اس وقت دکھاتا ہے جب وہ بیچے اور جب وہ خریدے اور جب وہ تقاضا کرے۔

اسس حدیث میں سمحاً کا لفظ ہے جو سماحت سے نکلا ہوا ہے سماحت ایک وسیع المعانی لفظ ہے جس میں سہولت معاملہ، نرم سلوک، شیریں کلامی، کشادہ دلی، خندہ پیشانی، خوش خلقی، وسعت حوصلہ اور درگذر کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

پس کیا ہی مبارک ہے وہ شخص جو لین دین کے معاملات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق ان صفات حسنہ اور اخلاق فاضلہ کا حامل ہو۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ إِلٰى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ

دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ (مسلم)

یعنی آپس میں حسد نہ کیا کرو نہ دھوکہ دینے کے لئے آپس میں قیمت بڑھایا کرو۔ اور نہ ایک دوسرے سے نفرت کرکے پیٹھ پھیرو اور نہ آپس میں ایک دوسرے کے سودے پر بڑھ کر سودا کرو۔ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ یاد رکھو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ وہ اس پر ظلم کرے۔ نہ اس کی تحقیر کرے اور نہ تکلیف کے وقت اسے بے یار و مددگار چھوڑے۔ تقوےٰ اختیار کرو اور تقوےٰ کا مقام سینہ و دل ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ پھر فرمایا کہ ایک شخص کے بُرا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ مسلمان پر لازم ہے کہ تمام مسلمانوں کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کرے۔

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ۔ (مسلم)

یعنی تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن نہ خوشی سے کلام کرے گا، نہ نظرِ رحمت سے ان کو دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ تین مرتبہ پڑھا۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا تب یہ لوگ تو خائب و خاسر ہوگئے۔ یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ایک وہ شخص جو تکبر سے کپڑے گھسیٹ کر چلنے والا ہے دوسرا وہ شخص جو احسان جتانے والا ہے۔ تیسرا وہ شخص جو جھوٹی قسمیں کھاکر اپنا سودا بیچتا ہے۔

اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاف معاملگی کے لئے حسب ذیل نصائح بیان فرمائی ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:-

"اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔

بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں، بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر، اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر ...... تم ریاکاری سے اپنے تئیں بچا نہیں سکتے۔ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ ...... تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔"

سارے اعضاء کی اصلاح کر لو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"تم اپنے سارے ہی قوتے کو پورے طور سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگا دو۔ جو جو کمی کسی قوت میں ہو اسے اس پان والے کی طرح جو گندے پان تلاش کر کے پھینک دیتا ہے اپنی گندی عادات کو نکال پھینکو اور سارے اعضاء کی اصلاح کر لو۔ یہ نہ ہو کہ نیکی کرو اور نیکی میں بدی ملا دو۔ توبہ کرتے رہو۔ استغفار کرو۔ دعا سے ہر وقت کام لو۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۸)

ایک بنیادی خلق جس سے ہر مومن کا متصف ہونا ضروری ہے

راست گوئی اور اسلام کی رو سے اس کی بنیادی اہمیت

مکرم احمد الدین صاحب نائب زعیم اعلیٰ لائلپور

اسلام کی رُو سے راستگوئی ایک بنیادی خُلق ہے جس سے ہر مومن کا متصف ہونا ضروری ہے۔ راستگوئی کے بغیر کوئی انسان با اخلاق انسان بن ہی نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں راستگوئی کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسی طرح حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث مبارکہ میں نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی اپنی کتب و ملفوظات میں راستگوئی کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے۔ ذیل میں قرآن مجید کی وہ بعض آیات اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ بعض احادیث نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعض ارشادات جن میں راستگوئی کی اہمیت بیان کی گئی ہے ہدیہٴ قارئین کئے جاتے ہیں:-

راستگوئی از روئے قرآن مجید

اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :-

۱۔ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا (الاحزاب آیت ۷۱)

(اے مومنو! اللہ کا تقوےٰ اختیار کرو اور وہ بات کہو جو پیچ دار نہ ہو بلکہ سچی ہو)

۲۔ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبہ آ ۱۱)

یعنی اے مومنو! اللہ کا تقوےٰ اختیار کرو اور صادقوں کی جماعت کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔

۳۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا

وَ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُوْلٰٓئِكَ هُمُ
الصّٰدِقُوْنَ ۔ (الحجرات آیت ۱۶)

یعنی مومن وہی ہوتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں ۔ پھر شبہ میں مبتلا نہیں ہوتے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ذریعہ سے اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں ۔

۴۔ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ
وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَ
الْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ
وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ
كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝
(الاحزاب آیت ۳۶)

یقیناً کامل مسلمان مرد اور کامل مسلمان عورتیں اور کامل مومن مرد اور کامل مومن عورتیں اور کامل فرمانبردار مرد اور کامل فرمانبردار عورتیں اور کامل راستگو مرد اور کامل راستگو عورتیں اور اور کامل صبر کرنے والے مرد اور کامل صبر کرنے والی عورتیں اور کامل عجز دکھانے والے مرد اور کامل عجز دکھانے والی عورتیں اور کامل صدقہ کرنے والے مرد اور کامل صدقہ کرنے والی عورتیں اور کامل روزہ گزار مرد اور کامل روزہ گزار عورتیں اور پوری طرح اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور پوری طرح اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ نے بخشش کا سامان اور بڑا انعام تیار کر رکھا ہے ۔

راستگوئی از روئے احادیث

۱۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آپ کو تین بڑے بڑے گناہ نہ بتادوں ۔ آپ نے یہ تین دفعہ پوچھا ۔ ہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ۔ آپ نے ٹیک لگائی ہوئی تھی ۔ آپ بیٹھ گئے اور فرمایا خبردار جھوٹی بات کہنے سے ۔ بچو اور جھوٹی گواہی دینے سے ۔ پھر اس کو دہراتے رہے ۔ یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ کاش آپ مزید نہ فرمائیں ۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچائی نیکی کی طرف راہ نمائی کرتی ہے۔ اور نیکی جنّت کی طرف راہ نمائی کرتی ہے۔ انسان سچ بولتا ہے اور سچائی کی تلاش میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا کے حضور صدیق لکھا جاتا ہے۔ اور تم جھوٹ سے بچو۔ حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ بُرائی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔ اور بُرائی جہنم کی طرف راہ نمائی کرتی ہے۔ اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا کے حضور کذّاب لکھا جاتا ہے۔

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے جھوٹے ہونے کے لئے یہی علامت کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص جھوٹ بولنا اور لغو کام کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں کہ روزہ کا نام لے کر وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے

۵۔ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مجھے کوئی ایسی بات بتائیں کہ جس سے مجھے تمام برائیوں سے نجات حاصل ہو۔ آپؐ نے فرمایا جھوٹ بولنا ترک کردو۔ اسپر اس شخص نے جھوٹ ترک کرنے کا تہیّہ کرلیا۔ اور اس کے نتیجہ میں اس سے ساری بُرائیاں چھوٹ گئیں۔

فرمودات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

۱۔ "مجھے اس وقت اس نصیحت کی حاجت نہیں کہ تم خون نہ کرو کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ناانصافی پر ضد کرکے سچائی کا خون نہ کرو۔ حق کو قبول کرلو اگرچہ ایک بچّہ سے اور اگر مخالف کی طرف حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق کو چھوڑ دو۔ سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے (فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ) بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بُت سے کم نہیں۔ جو چیز قبلۂ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے وہ تمہاری راہ میں بُت ہے۔ سچی گواہی دو۔ اگرچہ تمہارے باپوں، یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو۔ چاہیئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔

(خاتمہ ازالۂ اوہام حصہ دوم)

۲۔ " جو لوگ راستبازی کے لئے تکلیف اور نقصان اٹھاتے ہیں۔ وہ لوگوں کی نظروں میں بھی مرغوب ہوتے

ہے اور یہ کام نبیوں اور صدیقوں کا ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل ص۱۶)

۳۔ " اور منجملہ انسان کی طبعی حالتوں کے جو اس کی فطرت کا خاصہ ہے سچائی ہے۔ انسان جب تک کوئی غرض نفسانی اس کی محرک نہ ہو جھوٹ بولنا نہیں چاہتا اور جھوٹ کے اختیار کرنے میں ایک طرح کی نفرت اور قبض اپنے دل میں پاتا ہے۔ اسی وجہ سے جس شخص کا صریح جھوٹ ثابت ہو جائے اس سے ناخوش ہوتا ہے اور اس کو تحقیر کی نظر سے دیکھتا ہے۔ لیکن یہی طبعی حالت اخلاق میں داخل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بچے اور دیوانے بھی اس کے پابند رہ سکتے ہیں۔ سو اصل حقیقت یہ ہے کہ جب تک انسان ان نفسانی اغراض سے علیحدہ نہ ہو جو کہ راستگوئی سے روک دیتے ہیں۔ تب تک حقیقی طور پر راستگو نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ اگر انسان صرف ایسی باتوں میں سچ بولے جس میں اس کا چنداں حرج نہیں۔ اور اپنی عزت یا مال یا جان کے نقصان کے وقت جھوٹ بول جائے اور سچ بولنے سے خاموش رہے تو اس کو دیوانوں اور بچوں پر کیا فوقیت ہے۔ کیا پاگل اور نابالغ لڑکے بھی ایسا سچ نہیں بولتے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی)　　

۴۔ " ایسا سچ جو کسی نقصان کے وقت چھوڑا جائے حقیقی اخلاق میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔ سچ کے بولنے کا بڑا بھاری محل اور موقعہ وہی ہے جس میں اپنی جان یا مال یا آبرو کا اندیشہ ہو۔ اس میں خدا تعالیٰ کی یہ تعلیم ہے۔ یعنی بتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔ یعنی جھوٹ بھی ایک بُت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا تعالیٰ کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ جب تم سچی گواہی کے لئے بلائے جاؤ۔ تو جانے سے انکار مت کرو۔ اور جب تم بولو تو وہی بات منہ پر لاؤ جو سراسر سچ اور عدالت کی بات ہے اگرچہ تم اپنے کسی قریبی پر گواہی دو۔ حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو۔ جھوٹ مت بولو۔ اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جان کو نقصان پہنچے، یا اس سے تمہارے ماں باپ کو ضرر پہنچے اور قریبیوں کو جیسے بیٹے وغیرہ کو۔"　　(اسلامی اصول کی فلاسفی)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

۱۔ " ایک چیز جو درحقیقت مومن کا ایک نشان ہے وہ سچائی ہے۔ آپ لوگوں کو ہمیشہ اپنی باتوں میں

سچائی اختیار کرنی چاہیئے اور جھوٹ کے قریب بھی نہیں جانا چاہیئے۔ جس طرح ایک کوڑھی کو تندرستوں سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جھوٹے شخص کو فوراً الگ کر دینا چاہیئے جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ اور اپنی حالت کی اصلاح نہ کرے۔ دوسرے شخص کو جھوٹ پر دلیری اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ میرا دوست میرا ساتھ دے گا۔ لیکن اگر اسے معلوم ہو کہ میں نے جھوٹ بولا تو میرا دوست مجھ سے الگ ہو جائے گا۔ وہ مجھے ملامت کرے گا تو وہ یقیناً جھوٹ سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ جھوٹ اپنے دوست سے چھپ نہیں سکتا۔ اگر دوسرے کے جھوٹ پر پردہ ڈالنے کی بجائے اس کو ظاہر کیا جائے اور جھوٹ بولنے والے کے خلاف نفرت اور حقارت کا اظہار کیا جائے تو اس نقصان کی خود بخود اصلاح ہو جائے۔ سچائی وہ خُلق ہے جس پر بہت سے اخلاق مبنی ہوتے ہیں۔ گویا بعض دفعہ یہ خُلق ماں اور باپ کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ اور باقی اخلاق اس سے پیدا ہو کر بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ جس طرح موت سب سے زیادہ یقینی چیز ہے۔ لیکن سب سے زیادہ لوگ اسے بھلاتے ہیں۔ اسی طرح باوجود ایک یقینی چیز ہونے کے لوگ سچائی کو بھول جاتے ہیں۔"

۲۔ بچوں کے لئے جھوٹے مذاق جھوٹے ڈرامے اور جھوٹی کہانیوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ یہ تمام چیزیں بچوں کے ذہن میں جھوٹ کی طرف میلان پیدا کرتی ہیں۔"

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ساری مشکلات کی کنجی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نمازوں کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے اور اسی میں ساری لذّات اور خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ صدق دل سے روزے رکھو، صدقہ و خیرات کرو، درود و استغفار پڑھا کرو، اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو، ہمسایوں سے مہربانی سے پیش آؤ۔ بنی نوع بلکہ حیوانوں پر بھی رحم کرو۔ ان پر بھی ظلم نہ چاہیئے۔ خدا سے ہر وقت حفاظت چاہتے رہو کیونکہ ناپاک اور نامراد ہے وہ دل جو ہر وقت خدا کے آستانہ پر گرا نہیں رہتا وہ محروم کیا جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۳۰)

جلسۂ سالانہ کی عظیم الشان برکات

بقیہ صفحہ ۸

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا یہی دروازہ ہم پر پھر کھلنے والا ہے۔ جلسۂ سالانہ کے ایام اب بالکل قریب آگئے ہیں۔ پس احباب کو چاہیئے کہ وہ جلسۂ سالانہ میں شمولیت کے لئے آئیں اور دیوانہ وار آئیں اور اپنی جھولیوں کو آسمانی رحمتوں برکتوں اور فضلوں سے بھر کر اور ان سے مالا مال ہوکر واپس لوٹیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان پُرسوز و پُردرد اور جامع دعاؤں کے وارث بنیں۔ جو قیامت تک اس جلسہ میں سال بہ سال شامل ہونے والوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے ہی فرما گئے ہیں۔ یہ نہایت ہی سستا سودا ہے۔ اور بے انداز نفع کا سودا ہے۔ تھوڑی سی قربانی کرکے ہر احمدی مرد ہر احمدی خاتون اور ہر احمدی بچہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، برکتوں اور فضلوں کا مورد اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہایت ہی بیش قیمت مقبول دعاؤں کا وارث بن سکتا ہے ؛

خدا تعالیٰ کی رحمت اس کے وعدہ کے عین مطابق پھر جوش میں آنے والی ہے، دوڑو اور اپنے آپ کو اس کا مورد بنا کر فلاح و نجاح کے وارث بنو اور عند اللہ فائز المرام ٹھہرو۔

رپورٹ سالانہ کارگزاری

مجلس انصار اللہ مرکزیہ بابت سال ۱۳۴۹ ہش / ۱۹۷۰ء

قیادتِ عمومی

قیادتِ عمومی کی مختصر رپورٹ کارگزاری پیشِ خدمت ہے۔ نئے سال کے آغاز میں مجلس عاملہ کی تشکیل کے بعد قائدین کرام سے ان کی قیادتوں کا پروگرام منگوایا گیا۔ اسے مجلس میں پیش کر کے صدر محترم سے منظوری حاصل کی گئی اور اس کے مطابق ہدایات مرتب کر کے جملہ مجالس کو اس تاکید کے ساتھ بھجوائی گئیں کہ وہ انہیں جامۂ عمل پہنانے کی بھرپور کوشش فرمائیں۔

دورانِ سال اس سلسلہ میں مجالس کو وقتاً فوقتاً یاددہانی کروائی گئی۔ کئی ایک مجالس خدا تعالیٰ کے فضل سے مستعدی سے سرگرم عمل رہیں۔

مجالس سے ماہ بماہ رپورٹ کارگزاری منگوانا قیادتِ عمومی کے پروگرام کا اہم حصہ ہے۔ اس پر سارا سال خصوصی توجہ دی جاتی رہی۔ ہر ماہ دس تاریخ تک انتظار کر کے مجالس کو رپورٹ بھجوانے کے لئے یاددہانی کروائی جاتی رہی۔ مگر اس کے باوجود مشرقی اور مغربی پاکستان کی ۷۰۹ مجالس انصار اللہ میں سے صرف ۲۳۵ مجالس کی طرف سے ماہانہ رپورٹیں موصول ہوئیں۔ زعماء کرام کو اس طرف زیادہ توجہ دینی چاہیئے تا مرکز ان کی مساعی سے باخبر رہے۔

ناظمین علاقہ میں سے مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب ناظم اعلیٰ علاقہ سندھ کا کام نمایاں رہا۔ انہوں نے مجالس ماتحت کی بیداری کے سلسلہ میں خاص کوشش کی۔ علاقہ میں خاص اہتمام سے کئی ایک تربیتی اجتماعات کا اہتمام کیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مکرم میاں بشیر احمد صاحب ناظم اعلیٰ کوئٹہ، بلوچستان بھی مستعدی کے ساتھ مصروفِ عمل رہے۔ مکرم ناظم صاحب اعلیٰ مشرقی پاکستان کا کوئی خاص کام اس سال مرکز کے سامنے نہیں آیا۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ وہاں کی بارشیں اور سیلاب ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی ذمہ داری کما حقہ نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ناظمین اضلاع میں سے مکرم چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب خالد ناظم ضلع تھرپارکر نے مجلس کو بیدار کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کے اضلاع کی ۱۸ مجالس میں سے ۱۶ کی ماہانہ رپورٹیں ملتی رہیں۔ مکرم چوہدری صاحب دوروں، خط و کتابت، ملاقاتوں کے ذریعہ مجالس کو بیدار کرنے میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ انکو اس کی بہترین جزا دے۔

مکرم چوہدری رکن الدین صاحب ناظم پشاور، مکرم خواجہ محمد امین صاحب ناظم ضلع سیالکوٹ۔ مکرم ڈاکٹر عبدالحق صاحب ناظم ضلع گجرات اور مکرم پیر عبدالرحمن صاحب ناظم ضلع لائل پور نے دوران سال عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ فرمایا اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

مکرم میاں غلام رسول صاحب اعوان گزشتہ دو ماہ سے ڈیرہ غازیخاں کے ناظم مقرر ہیں۔ اس قلیل عرصہ میں انہوں نے مرکز کے ساتھ ہر طرح تعاون فرمایا ہے۔ اور مجالس کو بیدار کرنے میں ہر ممکن کوشش کی۔ اگر ان کی یہ مساعی اسی طرح آئندہ بھی جاری رہیں تو انشاءاللہ ڈیرہ غازیخاں کی مجالس میں بھی خدا کے فضل سے بیداری پیدا ہو جائیگی اور وہ نمایاں کردار ادا کرنے کے قابل ہو جائیں گی۔

مرکزی اجتماع کے انعقاد کا اہتمام اس قیادت کے سپرد ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اجتماع کے انعقاد کے لئے تاریخوں کی منظوری حاصل کر کے روزنامہ الفضل۔ ماہنامہ انصاراللہ کے ذریعہ اور خطوط کے ذریعہ مجالس کو اس کی اطلاع دی گئی۔ اس اجتماع میں دوستوں کو زیادہ سے زیادہ شرکت کرنے کے لئے روزنامہ الفضل اور ماہنامہ انصاراللہ میں متعدد اعلانات شائع کئے گئے۔ ناظمین اضلاع۔ امراء اضلاع اور مربیان سلسلہ کو پُر زور تحریک کی گئی کہ وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کہ "ہر مجلس سے کم از کم ایک نمائندہ ضرور آئے" کو عملی جامہ پہنانے کی پوری سعی فرما دیں۔

قیادت عمومی کے پروگرام میں ایک ضروری شق تربیتی اجتماعات انصاراللہ کا انعقاد ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ اجتماعات مجالس کو بیدار کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس سال مغربی پاکستان میں حسب ذیل مقامات پر انصاراللہ کے تربیتی اجتماعات ہوئے۔

انور آباد۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ محمد آباد اسٹیٹ۔ لائل پور۔ حیدر آباد۔ رحمن آباد۔ دوالمیال۔ کوئٹہ۔ ساہیوال۔ کراچی۔ لاہور۔ گوٹھ غلام محمد ضلع خیر پور۔ جہلم۔ فضل عمر ماڈل فارم ضلع سکھر۔ شیخو پورہ۔ جھنگ۔ کھاریاں۔ کھوکھر غربی ضلع گجرات۔ شیخ پور ضلع گجرات۔ ڈسکہ۔ نارووال۔ گھٹیالیاں اور سیالکوٹ۔

ان اجتماعات میں جہاں دوست ذوق و شوق کے ساتھ شریک ہوئے وہاں مرکز کی طرف سے بھی علماء حضرات ان میں سے اکثر اجتماعات میں تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو جنہوں نے ان اجتماعات کو کامیاب بنانے کی کوشش

کی اپنے پاس سے اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

سال رواں میں مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کے ۱۴ اجلاس منعقد ہوئے۔ ان اجلاسات میں مجالس کی مساعی رکی رپورٹ کارگزاری کا جائزہ لیا گیا اور کام کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے مفید تجاویز پر غور کیا گیا۔

جن مجالس کے گزشتہ سال انتخابات نہیں ہو سکے تھے ان میں سے ۱۱۱ مجالس نے دوران سال زعماء انصار اللہ کا انتخاب کر کے مرکز میں بھجوایا۔ زعماء کی منظوری حضرت صدر محترم سے حاصل کر کے مجالس کو اس کی اطلاع بھجوائی گئی

سال رواں میں مجلس کے دو انسپکٹروں نے ۲۸۰ مجالس انصار اللہ کا دورہ کیا۔ مجالس انصار اللہ کی تعداد میں امسال ۲۶ کا اضافہ ہوا۔ اس طرح پاکستان کی کُل مجالس کی تعداد ۷۰۹ ہوگئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ امسال اس وقت تک دفتر مرکزیہ میں ۳۰۰۲ خطوط موصول ہوئے۔ ان خطوط پر حسب ضرورت کارروائی کی جاتی رہی۔ ان خطوط کے جوابات اور مختلف تحریکوں پر مشتمل امسال دفتر مرکزیہ کی طرف سے ۱۶۴۱۶ خطوط و پارسل ارسال کئے گئے

رپورٹ ختم کرنے سے قبل میں تحریک جدید، صدر انجمن احمدیہ بالخصوص نظارت اصلاح و ارشاد۔ ادارہ الفضل اور ان تمام عہدہ داران انصار اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں مجلس مرکزیہ کے ساتھ تعاون فرمایا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

قیادت مال

سال مختتمہ ۳۱ فتح ۱۳۴۹ھش میں بجٹ کے مقابلہ میں جو وصولی ہوئی اس کی کیفیت یہ ہے۔

نام مد	بجٹ	اصل آمد
چندہ مجلس	۴۴۵۰۰	۴۲,۶۵۸
تعمیر دفتر	—	۷۸۹
سالانہ اجتماع	۴۵۰۰	۳۴۷۷
چندہ اشاعت لٹریچر	۴۰۰۰	۲۶۱۴
میزان	۵۳,۰۰۰	۴۹,۵۴۰

چندہ مجلس کی مد میں گزشتہ سال کے مقابلہ پر ۶۰۷۸ روپے کی زیادتی ہوئی اور مجموعی بجٹ کے مقابلہ پر ۶۹۷۹ روپے کی زیادتی ہوئی۔ عرصہ زیر رپورٹ میں مجموعی بجٹ کے مقابلہ میں ۹۳.۴ فیصد آمد ہوئی۔ آمد کا یہ فیصد

اگرچہ عمومی لحاظ سے اچھا ہے۔ تاہم اسے موجودہ وقت کے لحاظ سے خوشکن قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مرکز مجالس کو بار بار توجہ دلا چکا ہے کہ ان لازمی چندہ جات کا بجٹ سو فیصدی پورا ہونا چاہیئے۔ لیکن ابھی تک اس میں پوری کامیابی نہیں ہوئی۔

عرصہ زیر رپورٹ میں مرکز کی طرف سے ۶۹۷۵ خطوط لکھے گئے اور اخبارات میں ۶۹ نوٹ شائع کروائے گئے مرکز میں تشریف لانے والے اراکین اور عہدہ داران کو وصولی کے لئے توجہ دلائی جاتی رہی۔ قائد مال اور دوسرے قائدین جب باہر جاتے رہے تو وہ بھی مجالس کو وصولی کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ۳۹۰ مجالس کی طرف سے بجٹ وصول ہوئے۔ سال رواں کی پوزیشن یہ ہے:-

نام مد	تدریجی بجٹ دس ماہ	اصل آمد ۱۰/۷۰ ۲۱ تک
چندہ مجلس	۳۸۳۳۳	۴۱۰۹۰
تعمیر دفتر	—	۱۰۳
سالانہ اجتماع	۳۷۵۰	۳۱۳۵
اشاعت لٹریچر	۳۳۳۴	۲۵۴۹
میزان	۴۵,۴۱۷	۴۶,۸۷۷

یہ خوشکن رپورٹ ہے اگر بقیہ دو ماہ بھی عہدہ داران توجہ سے وصول کرتے رہیں تو انشاء اللہ بجٹ سے آمد بڑھ جائے گی۔

سال رواں میں تا حال ۸۴۳۴ خطوط لکھے گئے اور ۵۶ نوٹ اخبارات میں شائع کروائے گئے۔ ۵۱۴ مجالس کی طرف سے بجٹ موصول ہوئے۔

قیادتِ اصلاح و ارشاد

قیادتِ اصلاح و ارشاد کے سال رواں کے پروگرام کی نمایاں شقیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) انفرادی اور اجتماعی اصلاح و ارشاد کے ذریعہ غیر از جماعت احباب تک پیغامِ حق پہنچانا۔

(۲) ہفتۂ اصلاح و ارشاد منانا (۳) تحریک وقفِ عارضی کو کامیاب بنانا۔

سال زیر رپورٹ میں مجالس انصار اللہ کی طرف سے ماہانہ رپورٹیں عام طور پر قریباً ۸۰/۹۰ کی تعداد میں مرکزی دفتر میں

آتی رہیں۔ ہر ماہ تمام ان رپورٹوں کا مطالعہ کرکے مجالس کو اصلاح و ارشاد کے پروگرام میں باقاعدگی کے لئے ہدایات بذریعہ قائد عمومی دی گئیں۔

انفرادی ارشاد و اصلاح:۔ سال زیر رپورٹ میں مجالس کی طرف سے آمدہ رپورٹوں کی رُو سے ۲۹۶۶ اراکین انصار اللہ نے فریضۂ ارشاد ادا کیا۔ اور ۴۷۶۶ افراد غیر از جماعت اراکین انصار اللہ کے زیر ارشاد رہے۔

وقفِ عارضی:۔ سال زیر رپورٹ میں ۳۹ اراکین انصار اللہ نے اپنے آپ کو وقفِ عارضی میں پیش کیا۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔ یہ تعداد انصار اللہ کی ذمہ داریوں کے لحاظ سے بہت قلیل ہے۔ احباب آئندہ خاص توجہ فرمائیں۔

ہفتۂ اصلاح و ارشاد:۔ اس سال کے پروگرام میں اصلاح و ارشاد کا ہفتہ منانا بھی شامل ہے۔ جس کے لئے تقاریر کے نوٹ اشاعت کے لئے تیار ہو چکے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے بعد اسی سال کے اختتام سے پہلے پہلے یہ ہفتہ منایا جائے گا۔ وباللہ التوفیق تاریخ ۸ر دسمبر تا ۱۳ دسمبر مقرر ہو چکی ہے۔ الفضل میں اعلان ہو چکا ہے۔

متفرق:۔ ا۔ عرصہ زیر رپورٹ میں قیادت اصلاح و ارشاد کے ذمہ مشرقی پاکستان کی مجالس کو بیدار کرنے کا کام سپرد کیا گیا تھا۔ چنانچہ امیر صاحب مشرقی پاکستان سے ملکر معلومات حاصل کرکے کارروائی کی گئی اور خطوط لکھے گئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے کچھ بیداری کے آثار نظر آ رہے ہیں چنانچہ ماہانہ رپورٹیں آنا شروع ہو گئی ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ب۔ خاکسار لائلپور، پشاور، لاہور اور کراچی کے اجتماعات میں شریک ہوا۔

حسنِ کارکردگی:۔ آخر میں اس امر کا اظہار کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قیادتِ اصلاح و ارشاد کے پروگرام کی تکمیل کے لحاظ سے شہری مجالس میں سے کراچی، پشاور، لائل پور اور لاہور نے نمایاں کام کیا ہے۔ اور دیہاتی جماعتوں میں آنیہ کرم پورہ ضلع شیخوپورہ نے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب مخلصین کو جزائے خیر بخشے اور ہم سب کو زیادہ جوش اور خلوص سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قیادتِ تربیت

حسب ضرورت مختلف مجالس کو نماز باجماعت، جماعتی تحریکات بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک تسبیح و تحمید۔ درود، استغفار، وصیت اور دیگر تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی۔ بحیثیت مجموعی اس سال کی رپورٹوں کا جائزہ لینے سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کم و بیش ۸۰ فیصد انصار باجماعت نماز اور تسبیح و تحمید کا التزام رکھتے ہیں اور خلیفۂ وقت سے دلی محبت و عقیدت کا تعلق رکھتے ہوئے تمام مرکزی تحریکات میں حصہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ دس فیصد انصار ایسے ہیں جو اپنی بیماری یا اپنے کام کی نوعیت اور مجبوری کی وجہ سے باقاعدگی سے نمازوں میں شامل نہیں ہوتے۔ وقتاً فوقتاً وہ نمازوں میں اور دیگر جماعتی تقاریب میں شامل ہوتے ہیں۔ دس فیصد انصار کچھ سست ہیں۔

ایسے انصار کو ان کی مجالس کی معرفت ان کے دینی فرائض کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ آمدہ رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث کے درس کے علاوہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ملفوظات کا درس مجالس میں جاری رہا۔ اخبار الفضل میں دوران سال ایسے مضامین بھی شائع ہوتے رہے جو تربیت کے لحاظ سے ضروری اور مفید تھے۔

انصار کی تربیت کے لئے امسال حضرت صدر صاحب مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے یہ سکیم منظور کی تھی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مشتمل مختصر نوٹ قرآن مجید کی آیات کے حوالوں سے تیار کر کے الفضل میں شائع کئے جائیں۔ دوران سال اس پر عمل ہوتا رہا۔ ہر ماہ مختلف اخلاقی امور کے متعلق آیات قرآنی پر مشتمل نوٹ الفضل میں شائع کرائے جاتے رہے۔ مجالس سے درخواست ہے کہ وہ رپورٹیں بھجواتے اور ان میں شعبہ تربیت کے کام کا ذکر کرنے کی طرف خاص توجہ دیں۔ ہمارے سارے کاموں کی بنیاد تربیت پر ہے۔ اس لئے اس کے لئے خاص کوشش اور جد و جہد کی ضرورت ہے۔

قیادتِ تجنید

سال زیر رپورٹ میں نئے اراکین کی تعداد ۳۷۷ اور نئی مجالس کی تعداد ۲۶ ہے۔ موجودہ تعداد مجالس مغربی پاکستان ۵۹۶ ہے۔ اور مشرقی پاکستان میں تعداد مجالس بدستور ۱۴ ہے۔ لہٰذا کل تعداد مجالس اندرون ملک ۷۰۹ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کارکنان کو اپنے فرائض عمدگی سے سرانجام دینے کی توفیق دے۔ اور اراکین کرام کو صحیح معنوں میں انصار بنائے۔

قیادتِ تعلیم

پروگرام:۔ قیادتِ تعلیم کے پروگرام میں دو باتیں شامل ہیں۔ اوّل قرآن کریم کی تعلیم جس میں ناظرہ پڑھنا اور ترجمہ و تفسیر سیکھنا سب شامل ہیں۔ دوسرے کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ اور ان سے استفادہ۔ اس کے علاوہ کراچی اور ضلع جھنگ میں تعلیم القرآن کی ذمہ داری خصوصیت کے ساتھ قیادت تعلیم کے سپرد کی گئی ہے۔

کارگزاری مجلس مرکزیہ:۔ سال رواں میں پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مندرجہ ذیل قدم اٹھائے گئے

۱۔ اخبار الفضل میں ہر سہ ماہی کے نصاب اور امتحان کی تاریخ کا ہر مہینہ میں دو بار اعلان کرایا گیا۔ ماہنامہ انصار اللہ میں بھی اعلان ہوتا رہا۔

۲۔ زعماء اعلیٰ اور زعمائے مجالس کو حسب ضرورت ۲۴ خطوط لکھے گئے۔

۳۔ تعلیم القرآن کا کام کس رنگ میں کرنا چاہیئے۔ اس بارے میں مطبوعہ تفصیلی ہدایات زعماء مجالس جھنگ کو ارسال کی گئیں اور دوران سال تین مرتبہ مزید یاددہانی بھی کرائی گئی۔ اس کے نتیجہ میں علاوہ جھنگ صدر کے ۳ مجالس نے صرف ایک مرتبہ اپنے کام کی رپورٹ ارسال کی۔ البتہ جھنگ صدر کی رپورٹ باقاعدگی سے ہر ماہ موصول ہوتی رہی۔ ضلع کی مجالس کو بیدار کرنے کے لئے ناظم صاحب ضلع کو بھی توجہ دلائی گئی۔

۴۔ تمام امتحانات مقررہ تاریخوں پر منعقد کئے گئے۔ ۱۳۴۷ھ / ۱۹۶۸ء میں چار امتحانوں میں شریک ہونے والوں کی اوسط تعداد ۹۲ تھی۔ گزشتہ سال یہ اوسط بڑھ کر ۲۸۱ ہوگئی۔ سال رواں میں خدا کے فضل و کرم سے مزید اضافہ ہوا اور اس مرتبہ اوسط تعداد ۵۲۰ رہی جو گزشتہ سال کے مقابلہ میں قریباً دوگنی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

نصاب:۔ سال رواں کے نصاب میں قرآن کریم کے پارہ ۱۱ کا ترجمہ، آیت استخلاف کا ترجمہ و تشریح، سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات کا حفظ کرنا۔ وفات مسیح اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۵، ۵ دلائل از قرآن کریم اور فتح اسلام اور سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب شامل تھیں۔

نتائج:۔ سہ ماہی	تعداد مجالس	تعداد اراکین	معیار اوّل	معیار دوم
سہ ماہی چہارم سال گزشتہ	۲۴	۲۶۶	۱۹۶	۷۰
" اوّل سال رواں	۳۹	۷۳۱	۵۳۷	۱۹۴
سہ ماہی دوم "	۳۰	۵۴۹	۴۳۵	۱۱۴
" سوم "	۳۷=۲+۳۵	۵۳۷=۲+۵۳۵	۳۵۶	۱۸۱

ان نتائج سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوتے ہیں۔

۶۰۹ مجالس میں سے زیادہ سے زیادہ ۳۹ مجالس نے امتحانات میں حصہ لیا۔

.. تمام اراکین جو امتحانات میں شریک ہوتے ہیں خواہ معیار اول کے ہوں یا معیار دوم کے وہ پاس ہو جاتے ہیں بہتر استعداد رکھنے والے درجہ اول میں کامیاب ہوتے ہیں اور کم استعداد رکھنے والے درجہ دوم یا سوم میں، اس لئے کسی رکن کو اس وجہ سے امتحان میں شرکت سے رکنا نہیں چاہیئے کہ اس کی استعداد کم ہے۔

.. اس جگہ اس بات کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مجلس لاہور نے امسال قیادت تعلیم کے پروگرام کو کامیاب بنانے میں نمایاں جدوجہد کی ہے۔ انہوں نے ماہ تبلیغ میں عشرہ تعلیم منایا۔ اور تمام حلقوں میں اراکین کو تعلیمی پروگرام کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ اس کے علاوہ مختلف امتحانوں کے لئے ضروری نوٹس مرتب کر کے اور طبع کرا کر اراکین میں تقسیم کئے۔ ان کی کامیابی کی ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ خود امیر جماعت اور دوسرے عہدہ داران نے ان امتحانوں میں شرکت کر کے دوسرے اراکین کے لئے قابل تقلید نمونہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر

عطا کرے۔ آمین۔

--- لاہور کے علاوہ کراچی، لائل پور، جھنگ اور پشاور کی مجالس کا کام اچھا رہا۔ اراکین کی کُل تعداد کو مدِنظر رکھتے ہوئے امتحان میں شریک ہونے والوں کا فیصد تناسب درج ذیل ہے۔

کراچی ۳۱ % جھنگ ۳۳ % لائل پور ۵۹ اور پشاور ۶۳ %

انعامات:۔ (۱) سال گزشتہ کی سہ ماہی چہارم میں مکرم پیر محمد یوسف صاحب لائل پور اوّل اور مکرم ملک نصیر احمد صاحب کراچی دوم رہے۔

(۲) سالِ رواں کی پہلی سہ ماہی میں مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت لاہور اوّل اور مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد چک ۱۱۷ چھور اور مکرم چوہدری رحمت علی صاحب مسلم سرگودہا دوم رہے۔

(۳) سہ ماہی دوم میں مکرم سید بہاول شاہ صاحب لاہور اوّل اور مکرم شیخ مبارک احمد صاحب لاہور نیز مکرم مسعود احمد صاحب خورشید کراچی دوم رہے۔

(۴) سہ ماہی سوم میں مکرم مولوی عبد المجید صاحب کراچی اوّل اور مکرم میاں ناصر علی صاحب جھنگ صدر دوم رہے۔

کارگزاری مجالس:۔ دوران سال زیادہ سے زیادہ ۱۱۱ مجالس کی طرف سے ماہانہ رپورٹیں موصول ہوئیں۔ ان کے مطابق سال بھر کی کارگزاری کی اوسط درج ذیل ہے۔

۱۔ قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے والے اراکین کی تعداد	۵۰۰
۲۔ " ناظرہ پڑھنے والے " " "	۳۶۲
۳۔ قاعدہ یسرنا القرآن " " " "	۳۳
۴۔ نماز کا ترجمہ سیکھنے والے " " "	۱۲۵
۵۔ کتب حضرت مسیح موعودؑ کا مطالعہ کرنے والے " "	۴۹۹
۶۔ لکھنا پڑھنا سیکھنے والے " "	۲۴

۷۔ ۷۵ اراکین کے بارے میں یہ اطلاع ملی کہ وہ اپنے گھروں میں درس دیتے ہیں۔

امتحان وظیفہ انعامی:۔ مجلس اطفال الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام ہر سال وظیفہ انعامی کے لئے ایک امتحان لیا جاتا ہے۔ اس سال اس امتحان میں جن اطفال نے حصہ لیا ان میں سے عزیز بلال احمد ربوہ اوّل اور عزیز طلعت محمود سیالکوٹ دوم رہے۔ اللہ تعالےٰ ان دونوں کو یہ کامیابی مبارک کرے۔

قیادتِ اشاعت

دو نئے ٹریکٹوں کی اشاعت:-

جہاں تک لٹریچر کی اشاعت کا تعلق ہے، امسال حسب ذیل دو تربیتی ٹریکٹ مرتب کرکے آرٹ پیپر پر بلاک پرنٹنگ کے ساتھ شائع کئے گئے۔

(۱) "تزکیۂ نفوس اور ہماری ذمہ داریاں" (۲) "تربیتِ اولاد کا طریق"

یہ دونوں ٹریکٹ پانچ پانچ ہزار کی تعداد میں شائع ہوئے۔ اوّل الذکر ٹریکٹ تو دورانِ سال شائع کرکے مجالس کو بھجوایا گیا۔ مؤخر الذکر ٹریکٹ حال ہی میں شائع ہوا ہے۔ یہ تربیتِ اولاد سے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت بیش قیمت زریں ارشادات پر مشتمل ہے۔ حضور علیہ السلام نے قرآن مجید کی رُو سے تربیتِ اولاد کے جن طریقوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ احباب اُن سے آگاہ ہوکر اور انہیں پورے تعہد کے ساتھ اختیار کرکے ایک اہم فریضہ کی کما حقہ ادائیگی کے قابل ہو سکتے ہیں۔

ماہنامہ "انصار اللہ"

ماہنامہ "انصار اللہ" اب اپنی عمر کے دس سال پورے کرکے گیارھویں سال میں قدم رکھ رہا ہے۔ سالِ رواں کے دوران بھی اسے حتی المقدور محنت سے مرتب کرکے ماہ بماہ شائع کیا جاتا رہا۔ ماہ ہجرت کا شمارہ ربیع الاوّل کی مناسبت سے تمام تر ایسے مضامین پر مشتمل تھا۔ جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ ماہ احسان کے شمارہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے سفر مغربی افریقہ کی عظمت واہمیت کو واضح کرکے اس کے نہایت خوشکن نتائج واثرات اور اس کے طیب وشیریں ثمرات پر مشتمل مضامین شائع کئے گئے۔

امسال بھی ماہنامہ کی افادیت میں مزید اضافہ کرنے کی غرض سے بعض نئے اصحاب قلم کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ مستقل قلمی معاونین کے علاوہ امسال ہمیں جن نئے اصحاب کا قلمی تعاون حاصل ہوا۔ ان میں مکرم الحاج ماسٹر غلام محمد صاحب لاہور، مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب، مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ، مکرم مولوی روشن دین صاحب مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب چیمہ لائل پور، اور مکرم ماسٹر امیر عالم صاحب لیہ شامل ہیں۔ پرانے کرم فرما اہلِ قلم حضرات میں سے قیادت بذا علی الخصوص لاہور کے مکرم اخوند فیاض احمد صاحب اور مکرم چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب کی از حد شکرگزار ہے۔ دوران سال ۲۰۲ نئے احباب نے خریداری قبول فرمائی۔ لیکن پرانے خریداروں میں سے ۱۹۰ احباب نے خریداری ترک کردی۔ اس لئے اضافہ صرف ۱۲ خریداروں کا ہوا۔

قیادت ذہانت وصحت جسمانی

شروع سال میں عہدہ داران مجلس انصاراللہ کے لئے ضروری ہدایات برائے سال ۱۳۴۹ھش/۱۹۷۰ء جملہ مجالس انصاراللہ کو بھجوائی گئی تھیں۔ ان مطبوعہ ہدایات میں قیادت ذہانت وصحت جسمانی کے متعلق مندرجہ ذیل ہدایات تھیں

(۱) ہر مجلس سال میں اپنے ہاں کم ازکم ایک دفعہ پکنک کا اہتمام کرے

(۲) صحت کو قائم رکھنے کے لئے ہر مجلس اپنے ہاں سال میں کم ازکم ایک مرتبہ ورزشی مقابلوں کا اہتمام کرے۔ نیز یہ بھی کوشش فرمائیں کہ شام کو کھیل حسب طاقت کھیلی جایا کرے۔

(۳) انصاراللہ کو تحریک کی جائے کہ صبح کے وقت سیر کی عادت ڈالیں۔ نیز روزانہ صبح حسب توفیق گرم یا ٹھنڈے پانی سے غسل کی عادت بھی ڈالیں اور سیر کے علاوہ ہلکی ورزش بھی کرنے کی کوشش کریں۔

خاکسار کا تاثر ہے کہ اراکین مجلس انصاراللہ یہ خیال کرتے ہیں کہ چالیس سال کے بعد ورزش کرنے کی ضرورت نہیں اور غالباً یہی سبب ہے کہ ماہانہ رپورٹوں میں اس شعبہ کے بارے میں کوئی کارروائی درج نہیں ہوتی۔ کیونکہ اگر اس شعبہ میں کوئی کام ہوا ہو تو وہ بہرحال رپورٹوں میں درج ہونا چاہیئے۔ پس خاکسار پھر اپنے انصار بھائیوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ ورزش آخر عمر تک ضروری ہے۔ ہمیں اپنے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی نظر آتا ہے کہ آخر عمر تک آپ جسمانی ورزش کا خیال رکھتے تھے اور جنگوں میں تو آپ سب سے آگے ہوتے تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری دن تک سیر کے لئے تشریف لے جاتے رہے۔ کیا یہ نمونے جن کی پیروی کرنا ہمارے لئے نہ صرف ضروری بلکہ باعثِ ثواب ہے ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں۔

قیادت وقفِ جدید

بیشتر مجالس باوجود سرکلرز اور الفضل کے ذریعہ یاددہانیوں کے یا تو رپورٹوں کے خانہ پُری سرسری طور پر کرتی رہی ہیں یا صرف اس قسم کے الفاظ لکھ دیتی رہی ہیں کہ "چندہ وقفِ جدید وصول ہو رہا ہے" "کافی کام کیا گیا" یا صرف "کام ہو رہا ہے"۔ جس سے آشنا یہ چلتا ہے کہ ہر مجلس اپنی اپنی جگہ کام تو کرتی رہی ہے۔ وقف جدید کے ہفتے بھی بعض مقامات پہ منائے جاتے رہے ہیں جن کا کافی فائدہ ہوتا رہا ہے لیکن معین صورت میں اعداد و شمار کے ساتھ رپورٹ بھجوانے کا اہتمام بہت کم مجالس کی طرف سے عمل میں آتا رہا ہے۔

لائل پور۔ کراچی۔ ربوہ۔ پشاور اور جھنگ صدر۔ آنبہ (شیخوپورہ) کی مجالس اپنی اپنی رپورٹیں تفصیلی اعداد و شمار پر مشتمل بھجواتی رہی ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

بچوں کی دینی تربیت اور خصوصاً ان کے مالی جہاد کے سلسلہ میں ایک مختصر مضمون بھی الفضل میں شائع کرایا گیا۔ جس میں اطفال الاحمدیہ اور ان کے والدین کو ان کی طرف سے وقف جدید کا چندہ ادا کرنے کی خصوصی تحریک کی گئی۔ اس کے علاوہ بھی الفضل میں چندہ وقفِ جدید کی اہمیت پر مشتمل شذرے شائع کروائے جاتے رہے۔ معیّن اعداد بھجوانے والی مجالس انصار اللہ کی رپورٹوں کے مطابق مجموعی طور پر چندہ وقف جدید کی وصولی ۸۰ فیصد ہو چکی ہے۔

قیادت تحریکِ جدید

عرصہ زیر رپورٹ میں پانچ سرکلرز (جن میں سے ایک بزبان انگریزی خاص برائے مشرقی پاکستان تھا) اور الفضل میں بیس مختصر نوٹس شائع کروائے گئے۔

۔۰ ناظمین اضلاع کو بھی ہر سہ ماہی خطوط کے ذریعہ تحریکِ جدید سے متعلق ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔

۔۰ جماعت کے متموّل اور مخیّر دوستوں کو مالی قربانی میں اضافہ کرنے کی تحریک کے لئے مجالس کو ایسے دوستوں کے پتہ جات فراہم کرنے کی تاکید کی گئی۔ مگر اس ضمن میں معدودے چند مجالس نے کارروائی کی۔ بہرحال جس قدر پتے مرکز میں موصول ہوئے ان کو مرکز سے تحریک کی گئی۔ اور ان میں سے بعض نے وعدہ میں اضافہ کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

۔۰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ماہ نبوت (دسمبر) میں ہفتہ تحریک جدید منانے کی تحریک کی گئی۔ انصار نے بفضلہ تعالیٰ اس مہم میں مقامی جماعت سے تعاون کیا۔

۔۰ عرصہ زیر رپورٹ میں متعدد مجالس میں خود حاضر ہونے یا اپنے نائب مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب کو بھجوا کر عہدہ دارانِ مجالس کو ضروری ہدایات دینے کا موقعہ ملا۔ ان میں سے بڑی بڑی مجالس حسب ذیل ہیں:۔

ربوہ۔ جھنگ۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ اسلام آباد۔ لاہور۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ شیخوپورہ۔ سرگودھا۔ ساہیوال۔ ملتان۔ کوئٹہ۔

۔۔ وکالتِ مال کے ریکارڈ سے ظاہر ہے کہ سالِ رواں کے وعدہ جات اور وصولی میں گزشتہ سال کی نسبت بفضلہ تعالیٰ اضافہ ہے۔ اس میں انصار بھائیوں کی کوشش کا بھی یقیناً دخل ہے لیکن چونکہ جملہ مجالس تحریکِ جدید کے بارے میں اپنی مساعی سے مرکز کو آگاہ نہیں کرتیں۔ اس لئے اضافہ میں انصار کا حصہ متعین کرنا ممکن نہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وعدہ جات کا ٹارگٹ بقدر سات لاکھ نوّے ہزار روپے متعین فرمایا ہوا ہے۔ اس میں ابھی قریباً سوا لاکھ روپے کی کمی ہے۔ اگر جملہ مجالس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر عمل پیرا ہو جائیں تو اس ٹارگٹ سے بھی کہیں زیادہ وعدہ جات کو پہنچایا جا سکتا ہے ؛

— ضیاء الاسلام پریس ربوہ —

جسمانی علوم پر نازاں ہونا حماقت ہے

چاہیئے کہ تمہاری طاقت روح کی طاقت ہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

''بیان میں جب تک روحانیت اور تقوی و طہارت اور سچا جوش نہ ہو اس کا کچھ نیک نتیجہ مرتب نہیں ہوتا ۔ وہ بیان جو کہ بغیر روحانیت و خلوص کے ہے وہ اس پرنالہ کے پانی کی مانند ہے جو موقع بے موقع جوش سے پڑ جاتا ہے اور جس پر پڑتا ہے اسے بجائے پاک و صاف کرنے کے پلید کر دیتا ہے ۔ انسان کو پہلے اپنی اصلاح کرنی چاہیئے پھر دوسروں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے ۔ اللہ تعالی فرماتا ہے یاایہاالذین آمنوا علیکم انفسکم یعنی اے مومنو ! پہلے اپنی جان کی فکر کرو ۔ اگر تم اپنے وجود کو مفید ثابت کرنا چاہو تو پہلے خود پاکیزہ وجود بن جاؤ ۔ ایسا نہ ہو کہ باتیں ہی باتیں ہوں اور عملی زندگی میں ان کا کچھ اثر دکھائی نہ دے ۔ اب ایسے شخص کی مثال اس طرح سے ہے کہ کوئی شخص ہے جو سخت تاریکی میں بیٹھا ہے ۔ اب اگر یہ بھی تاریکی ہی لے گیا تو سوائے اس کے کہ کسی پر گر پڑے اور کیا ہو گا ۔ اسے چراغ بن کر جانا چاہیئے تا کہ اس کے ذریعہ سے دوسرے روشنی پائیں ۔ جسمانی علوم پر نازاں ہونا حماقت ہے ۔ چاہیئے کہ تمہاری طاقت روح کی طاقت ہو ۔ خدا تعالی نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے سائنس یا فلسفہ یامنطق پڑھایا اور ان سے مدد دی بلکہ یہ کہ ایدھم بروح منہ یعنی اپنی روح سے مدد دی ''

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۳۶۵ ، ۳۶۶)

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا